ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 2

نومبر 2017ء - صفرالمظفر 1439ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
غفارالحق

فی شمارہ .... 25 روپے
سالانہ .... 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

نومبر 2017ء - صفرالمظفر 1439ھ (جلد 15 شمارہ 2)

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ.................مسلمان کی عیب جوئی وعیب گوئی بڑا جرم ہے........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط157)..... قتال فی سبیل اللہ اوراللہ کوقرضِ حسن دینا.........// // 6

درسِ حدیث ...ساٹھ سال کی عمر ہونے پراللہ کی طرف سے عذر کامکمل ہونا..// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط4)..................مفتی محمد رضوان 19

جناب شکیل عثمانی صاحب...// // 23

مباحث روح وبدن (حصہ نہم)..مفتی محمد امجد حسین 29

سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی حدود کی پامالی..........................مولانا محمد الطاف 35

ماہِ شوال: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 39

علم کے مینار:.........امام ابوحنیفہ کے جانشین اوروارثین.......مولانا غلام بلال 41

تذکرۂ اولیاء:..........حضرت عمر رضی اللہ عنہ کارعایا کے ساتھ برتاؤ.....مفتی محمد ناصر 44

پیارے بچو!............خودرائی کا انجام (دوسری وآخری قسط)...........مولانا محمد ریحان 49

بزمِ خواتین .....عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کافریب (قسط4)........مفتی طلحہ مدثر 51

آپ کے دینی مسائل کا حل............ کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک 58

پر کرنے کی تحقیق (قسط1)...................................ادارہ

کیاآپ جانتے ہیں؟.... کھانے کے آداب (قسط32)...........مفتی محمد رضوان 73

عبرت کدہ ... حضرت موسیٰ کا نبوت کے لیے انتخاب (حصہ دوم)..مولانا طارق محمود 76

طب وصحت...............سنا(Senna)(قسط1)..............مفتی محمد رضوان 79

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...................مفتی محمد امجد حسین 88

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

مسلمان کی عیب جوئی وعیب گوئی بڑا جرم ہے

قرآن وسنت میں مسلمان کی عیب جوئی اور عیب گوئی سے منع کیا گیا ہے، اور اس پر سخت وعید سنائی گئی ہے، اور مسلمان کی عیب پوشی یعنی عیب پر پردہ ڈالنے کی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، اور تم ایک دوسرے (کے عیبوں) کا تجسس نہ کرو، اور ایک دوسرے کی باتیں نہ سنو، اور (دنیا کے معاملات میں) ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھو، اور ایک دوسرے پر اپنی فوقیت وبرتری ظاہر نہ کرو، اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (یعنی اعراض نہ کرو) اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور تم اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ (مسند احمد، بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب پر پردہ ڈالا، تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اور جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب کو فاش (وظاہر) کیا، تو اللہ اس کے عیب کو فاش (وظاہر) فرمائے گا، یہاں تک کہ اس کو اس عیب کی وجہ سے اس کے گھر میں ہی رسوا فرمائے گا (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

اگر آپ لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ میں پڑیں گے، تو آپ ان میں فساد پیدا کردیں گے، یا قریب ہے کہ آپ ان میں فساد پیدا کردیں (ابن حبان، ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ مسلمان کے عیب کی ٹوہ میں پڑنے سے دنیا میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، یعنی مسلمانوں کے اندر باہمی پھوٹ واختلاف شروع ہو جاتا ہے، جو سخت نقصان دہ ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمان کی عیب پوشی کے اتنے اہم اور عظیم الشان عمل کو ہر مسلمان اختیار کرتا اور اس

میں اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی سمجھتا، لیکن آج اکثر مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے مسلمان کے عیب کو تلاش اور بیان کرنے میں مصروف ہے۔

ہمارے یہاں کے میڈیا نے تو اس سلسلہ میں تمام حدود پامال کردی ہیں، گویا کہ اس نے اپنا اوڑھنا بچھونا اور زندگی کا بہترین مشغلہ اسی عیب جوئی اور عیب گوئی کو بنالیا ہے، دوسرے مسلمانوں کی ٹوہ میں پڑ کر عیبوں کو تلاش کیا جاتا ہے، پھر گھنٹوں گھنٹوں میڈیا پر بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف عیب گوئی کے مشغلہ کو دیدہ دلیری کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، جس پر میڈیا پرستوں کی ریٹنگ بڑھتی ہے، ان کی تجوریاں بھرتی ہیں، کوئی نامناسب واقعہ ہو جائے تو میڈیائی بلیک میلروں کی چاندی ہو جاتی ہے، گا گا کر اسے نشر کرتے ہیں، اگر کسی واقعہ میں مبتلا فرد یا پارٹی واقعہ کی نوعیت کے لحاظ سے ان کو منہ مانگے دام دے دے، تو یہ گونگے شیطان بن جاتے ہیں، بڑے بڑے قومی اور اجتماعی جرائم کو معاوضہ ملنے پر یہ ضمیر فروش ہضم کر جاتے ہیں، اور اگر کوئی اپنے مخالفین کی چھوٹی موٹی کوتاہی نشر کرا کر ان کو رسوا کرنا چاہے، ان کو منہ مانگے دام دے دے، تو یہ ان بے چاروں کی عزت و حرمت سب کو تار تار کر کے رکھ دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے متعلقہ اداروں مثلاً پیمرا کی ذمہ داری ہے کہ میڈیا کے لیے جو ضابطہ اخلاق مقرر ہے، ان کو اس کا پابند کریں، اسی طرح قوم بھی مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس بڑے فتنہ اور بگاڑ کی حوصلہ شکنی کرے، میڈیا کے ایسے پروگراموں میں دلچسپی نہ لے اور ہر مسلمان اپنی حسبِ قدرت اس فتنہ و بگاڑ کے سدِ باب کی کوشش کرے۔

لیکن افسوس کہ اس قسم کے پروگراموں اور خبروں کو شوق سے پڑھا، سنا اور دیکھا جاتا ہے، اور دنیا و آخرت کی تباہی اور فتنہ و فساد کا سامان کیا جاتا ہے۔

میڈیا سے ہٹ کر ہماری عام معاشرتی زندگی میں بھی مسلمان کی عیب جوئی اور عیب گوئی عام ہے، شاید ہماری کوئی مجلس اس سے محفوظ ہو، جب کبھی ہمیں جمع ہونے کا موقع حاصل ہوتا ہے، تو ایک دوسرے کے ساتھ کسی مسلمان کی عیب جوئی اور عیب گوئی کے مشغلہ کو شیئر کیے بغیر نہیں رہتے۔

انتہاء یہ ہے کہ بہت سے دین و مذہب کے مقتدا بھی اس طرزِ عمل سے محفوظ نہیں رہے، وہ برسرِ عام

دوسرے مسلمانوں کی عیب جوئی وعیب گوئی میں نہ صرف یہ کہ کوئی شرم محسوس نہیں کرتے ، بلکہ اس کو تبلیغِ دین کا اہم ذریعہ سمجھتے ہیں، البتہ اتنا فرق ہے کہ یہاں مسلک ومذہب کا عنوان لگا ہوا ہوتا ہے۔
احادیث میں مسلم کی عیب جوئی وعیب گوئی کرنے کی ممانعت اور مسلم کی عیب پوشی کی فضیلت کا ذکر آیا ہے، اور یہ حکم ہر اس شخص کو شامل اور حاصل ہے، جو مسلمان ہو، خواہ اس کا تعلق اپنی پسندیدہ سیاسی ومذہبی پارٹی وجماعت سے ہو یا کسی ناپسندیدہ دوسری سیاسی ومذہبی پارٹی وجماعت سے ہو۔
لیکن حیرت ہے کہ سیاست اور مذہب کے ہر شعبہ میں اس بنیادی اصول کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور سیاسی ، مذہبی ومسلکی اختلاف کی آڑ میں مسلمان کی عیب جوئی اور عیب گوئی کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کیا جاتا ہے، بلکہ اس کو بڑا کمال سمجھا جاتا ہے، اور اس طرزِ عمل پر لوگوں کی طرف سے بھی خوب داد دی جاتی ہے، اور نعرہ بازی کی جاتی ہے، شیم شیم کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے اپنے دائرے میں اس عیب جوئی اور عیب گوئی کے جرم وگناہِ عظیم سے بچنے اور اس کا سدِ باب کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

حافظ احسن: 0322-4410682

TOYOTA GENUINE PARTS

HONDA GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500 5530555

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

(سورہ بقرہ: قسط نمبر 157، آیت 244,245) مفتی محمد رضوان

قتال فی سبیل اللہ اور اللہ کو قرضِ حسن دینا

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.
مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِیرَةً وَاللَّهُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَإِلَیْهِ تُرْجَعُونَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۴۴، ۲۴۵)

ترجمہ: اور قتال کرو تم اللہ کے راستہ میں، اور جان لو کہ بے شک اللہ سمیع ہے، علیم ہے۔
کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرضِ حسن، پھر بڑھا دے اللہ اس کو اس کے لیے بہت زیادہ بڑھانا، اور اللہ تنگ کر دیتا ہے اور کشادہ کر دیتا ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے تم (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ کے راستہ میں قتال کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے، اور قتال، درحقیقت محارِب وغیر معاہد کفار کے مقابلہ میں اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لیے ہوتا ہے، اور ''سبیل اللہ'' کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ قتال وہی معتبر ہے، جو اللہ کے راستہ میں ہو، جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو، اور شریعت کے تقاضے پورے ہوں، اور اللہ کی رضا کے بجائے کسی غرضِ فاسد کی بناء پر جہاد وقتال کرنا یا جہاد وقتال کے نام سے شریعت کے احکام کو توڑنا یہ ''جہاد وقتال'' کے بجائے ''فساد'' کہلائے جانے کے قابل ہے، اسی وجہ سے قتال فی سبیل اللہ کا حکم دینے کے بعد آگے یہ فرمایا گیا کہ:

'' وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ '' ''اور جان لو کہ بے شک اللہ سمیع ہے علیم ہے''
یعنی وہ تمہاری ہر بات کو سنتا ہے، اور تمہارے ہر ارادہ اور حالت کو جانتا ہے، لہٰذا اگر کسی نے دل میں کوئی غرضِ فاسد رکھی، یا ''جہاد وقتال'' کے بجائے ''فساد'' کو اختیار کیا، تو اس پر اللہ کی طرف سے اجر

وثواب کے بجائے مؤاخذہ اور عذاب ہوگا۔ [1]

آج کے دور میں بعض اوقات جہاد وقتال میں مذکورہ قیود وشرائط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا، اور جہاد وقتال کے نام پر شریعت کے کئی احکام توڑے جاتے ہیں، رضائے الٰہی کے بجائے دنیاوی فاسد اغراض ومفادات کو بنیاد بنایا جاتا ہے، جن غیر مسلموں سے جنگ بندی کا معاہدہ ہوتا ہے، یا ذِمی ومستأمن وغیرہ ہونے کی حیثیت ہوتی ہے، اس کی بھی پروا نہیں کی جاتی، بلکہ اب تو بعض لوگوں نے کافروں کے بجائے مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہونے کو العیاذ باللہ جہاد وقتال کا نام دے دیا ہے، جس کی تحریک بعض اسلام دشمن طاقتوں کے اشاروں پر ہوتی ہے، اور اس میں غیر مسلموں اور اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے مختلف طرح کی مدد وامداد (Aid end Support) بھی ہوتی ہے، جس میں لسانی وصوبائی تعصب کی بنیاد پر ہونے والی لڑائیاں بھی داخل ہیں، یہ سب دراصل ایمان کے کمزور اور صحیح دینی علم سے ناواقفیت پر مبنی ہے، اللہ اصلاح فرمائے۔

اللہ کو قرضِ حسن دینے کی فضیلت

پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ:

”مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ“.

”کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرضِ حسن، پھر بڑھا دے اللہ اس کو اس کے لیے بہت زیادہ بڑھانا، اور اللہ تنگ کردیتا ہے اور کشادہ کردیتا ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے تم“۔

مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کو ”قرضِ حسن“ دے گا، جس سے مراد اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا ہے، تو اللہ اس کا ثواب بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے گا، اور اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنے میں رزق کی تنگی کا خوف نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ رزق وغیرہ کا تنگ اور کشادہ کرنا درحقیقت اللہ کے

---

[1] (وقاتلوا فی سبیل اللہ)أی لإعلاء دینہ(واعلموا أن اللہ سمیع)لأقوالکم (علیم) بأحوالکم فمجازیکم(تفسیر الجلالین، سورۃ البقرۃ)

www.idaraghufran.org

اختیار میں ہے،اورانسان کا مال تو کیا خود ہرانسان کواللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کوقرضِ حسن دینے کا ذکرقرآن مجید کی دوسری کئی آیات میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ سورہ تغابن،سورہ مائدہ اورسورہ مزمل میں اللہ کو''قرضِ حسن'' دینے کا ذکرآیا ہے،اور''قرضِ حسن'' پر بہت بڑھ چڑھ کراجروثواب عطا کیے جانے کا،اس کا اجرانتہائی اعزازواکرام والا ہونے کا، اوراس کی وجہ سے گناہوں کی مغفرت کیے جانے کا اور جنت میں داخل کیے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ کو''قرضِ حسن'' دینے کی حقیقت

ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ اللہ کو''قرضِ حسن'' دینے سے مراد صدقہ کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ:(لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ)أَوْ قَالَ: (مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا)جَاءَ أَبُوْ طَلْحَةَ بْنُ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَائِطِي الَّذِيْ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا وَلَوِ اسْتَطَعْتُ أَنْ أُسِرَّهُ لَمْ أُعْلِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِجْعَلْهُ فِيْ فُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ أَوْ قَالَ: فِيْ فُقَرَاءِ أَهْلِكَ (مسنداحمد، رقم الحديث ١٢٧٨١)

ترجمہ: جب (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ''ہرگز تم کامیابی کونہیں پاسکتے، جب تک کہ تم اس مال میں سے خرچ نہ کردو،جس کوتم پسند کرتے ہو'' یا(سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ''کون ہے جواللہ کوقرض حسن دے''تو حضرت ابوطلحہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ نے آ کرعرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرا فلاں باغ جو فلاں جگہ پر ہے،وہ اللہ کے نام پر دیتا ہوں اوراگر یہ ممکن ہوتا کہ میں اسے مخفی رکھوں تو کبھی اس کا پتہ نہ لگنے دیتا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے خاندان کے فقراء(اورغریب لوگوں) کودیدو،یا اپنے گھر والے فقراء(اورغریب لوگوں کو) کو دیدو(مسنداحمد)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کو ''قرضِ حسن'' دینے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے صدقہ کرنا سمجھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔

امام طبری نے ''تفسیر طبری'' میں حسن بن یحیٰ سے، انہوں نے عبدالرزاق سے، انہوں نے معمر سے، اورانہوں نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ " :(مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً) جاءَ أَبُو الدَّحْدَاحِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَلا أَرَى رَبَّنَا يَسْتَقْرِضُنَا مِمَّا أَعْطَانَا لِأَنْفُسِنَا؟ وَإِنْ لِي أَرْضِينَ إِحْدَاهُمَا بِالْعَالِيَةِ، وَالْأُخْرَى بِالسَّافِلَةِ، وَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ خَيْرَهُمَا صَدَقَةً قَالَ :فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُذَلَّلٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ (تفسير الطبرى، ج۴، ص ۴۲۹،سورة البقرة)

ترجمہ: جب (سورہ بقرہ کی یہ آیت) ''**مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً**'' نازل ہوئی، تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہمارا رب ہم سے ان چیزوں میں سے قرض طلب کرتا ہے، جو اس نے ہمیں اپنی ذات کے لیے عطا کیں، اور میری دو زمینیں ہیں، ایک اونچی جگہ پر، اور دوسری نشیبی جگہ پر، میں نے ان میں سے اچھی جگہ کو صدقہ کر دیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر فرمایا کرتے تھے کہ کتنے کھجور کے پھل دار درخت ابودحداح کے لیے جنت میں تیار ہیں (طبری)

مذکورہ روایت کے راوی تو معتبر ہیں، لیکن یہ روایت ''مرسل'' ہے، کیونکہ حضرت زید بن اسلم کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، اور مذکورہ روایت میں صحابی کا نام مذکور نہیں۔

حضرت موسیٰ بن ابی کثیر انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، قَالَ فِي قوله تعالى :(مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ :النَّفَقَةُ فِي سَبِيلِ اللهِ (مُصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث

۱۹۸۴۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا '' کے بارے میں فرمایا کہ اس سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا مراد ہے (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ روایت کے راوی تو معتبر ہیں ، البتہ موسیٰ بن ابی کثیر جو اگرچہ تابعی ہیں، لیکن ان کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع کا ثبوت نہیں ملا۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ نے ''تفسیر الکشاف'' میں فرمایا کہ قرضِ حسن سے مراد اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے، اوراس کو قرض کے ساتھ تشبیہ مجازاً دی گئی ہے، کیونکہ جب کوئی شخص اپنا مال اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کرتا ہے،تو گویا کہ وہ اللہ کو اس حیثیت سے قرض دیتا ہے کہ اللہ اس کا اجر کئی گنا عطا فرماتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر الکشاف، ج۴،ص ۴۷۴،سورۃ الحدید)

اور ابوبکر ابنِ خزیمہ نے ''صحیح ابنِ خزیمہ'' میں فرمایا کہ اللہ نے صدقہ کا نام قرض رکھا ہے، جو اللہ اپنے بندوں سے طلب فرماتا ہے، اور اللہ نے اس پر بڑھ چڑھ کر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا (سورہ بقرہ میں) ارشاد ہے کہ:

''مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا کَثِیرَةً ''

''کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرضِ حسن، پھر بڑھا دے اللہ اس کو اس کے لیے بہت زیادہ بڑھانا''۔

(ملاحظہ ہو: صحیحُ ابن خُزَیمة، کتاب الزکاۃ، باب کراهیة منع الصدقة)

بہر حال متعدد احادیث وروایات اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ''قرضِ حسن'' سے مراد اللہ کے راستہ میں صدقہ کرنا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُولُ ": اسْتَقْرَضْتُ عَبْدِی فَلَمْ یُقْرِضْنِی (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث ۱۰۵۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل (بطورِ شکایت کے) فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ سے قرض طلب کیا، تو اس نے مجھے قرض نہیں دیا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں جہاں صدقہ کرنے کا حکم ہے، وہاں صدقہ کرنے کی قدرت رکھنے والے کی طرف سے کوتاہی کرنے پر اللہ کو بندہ سے شکایت ہوتی ہے۔

اس مضمون کی تائید بعض دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ :يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ :أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ :يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ :أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ :يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ :اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي" (مسلم، رقم الحديث ٢٥٦٩ ”٤٣“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم! میں بیمار ہوا، لیکن تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں آپ کی بیمار پرسی کیسے کرتا، حالانکہ آپ تو خود رب العالمین ہیں، اللہ فرمائے گا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، لیکن تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا، لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب!

میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ آپ تو خودرب العالمین ہیں، تو اللہ فرمائے گا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں آپ کو کیسے پانی پلاتا، حالانکہ آپ تو خودرب العالمین ہیں، اللہ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا، لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا، اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو کھلانے پلانے سے مراد اللہ کی رضا کے مطابق ضرورت مندوں کو کھلانا پلانا ہے، کیونکہ اس میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے، اور اللہ کی طرف سے اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور مذکورہ اعمال ''صدقہ'' میں داخل ہیں۔

پس جس طرح اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مند کو کھلانے پلانے کی نسبت مجازاً اللہ کی طرف کی گئی ہے، اسی طرح اللہ کو قرض دینے کی نسبت کا بھی معاملہ ہے۔

قرآن وسنت میں ''قرضِ حسن'' کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے، انسان کو قرض فراہم کرنے کا نام ''قرضِ حسن'' ہونے کی تائید نصوص سے نہیں ملتی، اور اس کی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کو ''قرضِ حسن'' دینے یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے بعد اللہ کی طرف سے اس پر بہت بڑھا چڑھا کر اجر وثواب عطا کیا جانے کا وعدہ ہے، جبکہ بندہ کو جو قرض دیا جاتا ہے، اس کی واپسی بڑھا چڑھا کر نہیں ہوتی، بلکہ بڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ کرنا سود میں داخل ہے۔

اس لیے ''قرضِ حسن'' کی یہ اصطلاح اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

اور ہمارے یہاں بندوں کو قرض دینے کی بعض صورتوں کو جو ''قرضِ حسنہ'' وغیرہ کہہ دیا جاتا ہے، اس کا ثبوت قرآن وسنت سے نہیں ملتا، اس لیے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اصطلاح کو اللہ کی ذات کے لیے مختص چھوڑا جائے، اور اس میں کسی غیرُ اللہ کو شامل نہ کیا جائے۔

قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرعی صدقہ کا ثواب سات سو گنا تک

بڑھا کر عطا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الَّـذِيْـنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِـيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ٢٦١)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے اموال اللہ کے راستے میں، ایسی مثال ہے، جیسے ایک دانہ اگائے سات بالیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ اضافہ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے، اور اللہ وسعت والا، بڑے علم والا ہے (سورہ بقرہ)

حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَـنْ أَنْـفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللهِ، كُتِبَتْ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ(مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٩٠٣٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز اللہ کے راستہ میں خرچ کی، تو اس کے لیے سات سو گنا تک ثواب لکھا جائے گا (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ اللهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ - وَلاَ يَـقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ - إِلَّا أَخَـذَهَـا الـرَّحْـمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَإِنْ كَانَتْ تَـمْرَةً فَتَـرْبُوْ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ أَوْ فَصِيْلَهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال و پاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے، اور اللہ تو حلال اور پاکیزہ ہی صدقہ کو قبول فرماتا ہے، تو رحمٰن (گویا کہ) اس کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے قبول فرماتا ہے، اگرچہ وہ ایک چھوارہ (اور کھجور یا اس کے

[1] رقم الحديث "٦٣" ١٠١٤"، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها.

www.idaraghufran.org

برابر کوئی دوسری چیز) ہی کیوں نہ ہو، پھر وہ صدقہ (اللہ) رحمٰن کے ہاتھ میں تربیت پاتا (اور بڑھتا ہے) یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا ہو جاتا ہے، جس طرح سے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اپنے اونٹ کے بچے کی تربیت و پرورش کرتا ہے(مسلم)

بہر حال اللہ کو ''قرضِ حسن'' دینے سے اللہ کے راستہ میں صدقہ خیرات کا مراد ہونا راجح ہے، جس پر کئی گنا اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔

بعض مفسرین نے ضرورت مند کو دو مرتبہ قرض فراہم کرنے یا ضرورت مند کو مہلت دینے کے ساتھ ''قرضِ حسن'' کی تفسیر کی ہے، کیونکہ ضرورت مند کو قرض فراہم کرنا یا مہلت دینا بھی متعدد احادیث کی رو سے صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

مگر اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ صدقہ خیرات کرنے کے خلاف نہیں، کیونکہ جس چیز کو شریعت نے صدقہ میں داخل قرار دے دیا، وہ صدقہ مراد لینے کی صورت میں خود بخود مذکورہ آیت کی تفسیر میں داخل ہو گیا۔

اسی طرح بعض احادیث میں تسبیح و تہلیل اور دیگر کئی نیک اعمال میں بھی صدقہ کا اجر و ثواب بتلایا گیا ہے، خاص طور پر جبکہ مالی صدقہ کی قدرت نہ ہو، پس اس طرح کے تمام اعمال بھی حسبِ حیثیت مذکورہ آیت کی تفسیر صدقہ مراد لینے کی صورت میں داخل ہیں۔

(تفصیل کے لیے ہماری تالیف ''صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ'' ملاحظہ فرمائیں)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض احادیث میں یہ فرمایا گیا کہ تم میں بہتر وہ ہے، جو احسن طریقہ پر قرض ادا کرنے والا ہو (ملاحظہ ہو: بخاری، رقم الحدیث ۲۳۰۵)

تو اس کو قرآن مجید میں مذکور ''قرضِ حسن'' کی تفسیر سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ان احادیث میں صرف اچھے طریقہ پر قرض ادا کرنے والے کی تعریف و توصیف کو بیان کرنا مقصود ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ کو قرضِ حسن دینے کا قرآن و سنت میں حکم آیا ہے، جس کا اجر و ثواب کئی گنا بڑھا چڑھا کر اور انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ بندہ کو دیا جاتا ہے، اور اللہ کو ''قرضِ حسن'' دینے سے مراد صدقہ کرنا ہے، اور صدقہ کا مفہوم شریعت میں بڑا وسیع ہے۔

www.idaraghufran.org

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ صفر اور توہم پرستی

قمری واسلامی سال کے دوسرے مہینے "صفر" سے متعلق شرعی احکامات، جاہلانہ خیالات، زمانۂ جاہلیت کے توہمات اورنظریات اوران کارڈ، موجودہ دورکی سینکڑوں توہم پرستیاں، اورزمانۂ جاہلیت سے ان کاتعلق۔ اوراس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات وہدایات۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

حُسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اورطرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اورزندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اورآدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اوراس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جاقیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ کرنے کی نیت کرلینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اورقبیلہ وغیرہ کی حقیقت اوراس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اورقطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اورقطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اورصورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اوردیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اورصلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اورمختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

ساٹھ سال کی عمر ہونے پر اللہ کی طرف سے عذر کا مکمل ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَى امْرِءٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ، حَتَّى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٤١٩)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جس شخص کو لمبی عمر دی، یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا تو پھر اللہ، اس کے عذر کو قبول نہیں کرے گا (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مسند احمد اور صحیح ابنِ حبان میں روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَنْ عَمَّرَهُ اللهُ سِتِّينَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٩٣٩٤، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٢٩٧٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ نے ساٹھ سال تک کی زندگی عطاء فرمادی، تو اللہ نے اس کی عمر کے معاملہ میں کوئی عذر نہیں چھوڑا (مسند احمد)

اور مسند احمد کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَى عَبْدٍ أَحْيَاهُ حَتَّى بَلَغَ سِتِّينَ أَوْ سَبْعِينَ سَنَةً، لَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ، لَقَدْ أَعْذَرَ اللهُ إِلَيْهِ(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٧٧١٣)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس بندے کا عذر پورا کردیتا ہے، جسے اللہ نے ساٹھ یا ستر سال تک کی زندگی عطاء فرمائی ہو، اللہ اس کا عذر پورا کردیتا ہے، اللہ اس کا عذر پورا کردیتا ہے (مسند احمد)

www.idaraghufran.org

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تاکید کے لیے ایک ہی جملہ کو دہرایا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ عُمِّرَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۳٦۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جس شخص کو ستر سال کی زندگی دے دی گئی، تو اللہ نے عمر کے معاملہ میں اس کا عذر پورا کر دیا (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ جب بندہ کی عمر ساٹھ سال کی ہو جاتی ہے، تو اس پر اللہ کی طرف سے حجت پوری ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد اصلاح نہ ہونے پر اللہ کے یہاں کسی عذر کا قبول ہونا مشکل ہے۔

اس امت کی عمومی اور اکثر عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان بیان کی گئی ہے، اس لیے ساٹھ سال کی عمر ایسی ہے کہ جس میں موت کی آمد کا امکان بڑھ جاتا ہے، لہٰذا اس عمر میں اللہ کی طرف سے حجت بھی پوری ہو جاتی ہے، اس لیے اس عمر میں توبہ واستغفار اور طاعات کے اہتمام کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

بعض روایات میں ساٹھ سال کے بجائے ستر سال کا ذکر آیا ہے، جس میں بعض حضرات نے تو ساٹھ سال کی عمر کی روایات کو ترجیح دی ہے، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض کمزور لوگوں کو ساٹھ سال کے بجائے ستر سال کی عمر میں یہ حکم دیا جاتا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ بندہ کی طرف سے عذر قبول نہ کیے جانے کا آغاز تو ساٹھ سال کی عمر میں ہو جاتا ہو، اور اس حکم میں سختی وشدت ستر سال کی عمر پوری ہونے پر پیدا ہو جاتی ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال بندہ کے حق میں اللہ کی طرف سے عذر پورا ہونے کی اصولی درجہ میں عمر ساٹھ سال ہی ہے، جس کی تائید آنے والی بعض روایات سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ :(أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا

www.idaraghufran.org

يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ)قَالَ :سِتِّينَ سَنَةً(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ٣٥٩٦)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے (سورہ فاطر میں مذکور) اللہ عزوجل کے قول "أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ " کے متعلق فرمایا کہ اس سے ساٹھ سال کی عمر کا ہونا مراد ہے(حاکم)

ساٹھ سال ایسی عمر طویل ہے کہ اگر اس میں بھی کسی نے حق کو نہ پہچانا تو اسے کسی عذر کی گنجائش نہیں رہتی، اس پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جاتی ہے، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عام عمریں ساٹھ سال سے ستر سال تک کے درمیان ہونے کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم قال :العمر الذى أعذر الله فيه إلى ابن آدم ستون سنة -يعني :(أولم نعمركم ما يتذكر فيه ما تذكر) (مسند البزار، رقم الحدیث ٨٥٢١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عمر جس کے بعد اللہ ابنِ آدم سے عذر قبول نہیں فرماتا ساٹھ سال ہے، اسی کا ذکر سورہ فاطر کی اس آیت میں اسی کا ذکر ہے)

" أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ "

"کیا نہیں دی تھی تم کو عمر اتنی کہ سمجھ لیتا ہے اس میں وہ جو سمجھنا چاہے" (مسند البزار)

اس حدیث کی سند معتبر ہے۔

خلاصہ یہ کہ یوں تو انسان کو ہر وقت ہی اپنی اصلاح کی اور توبہ واستغفار کی ضرورت ہے، لیکن ساٹھ سال کی عمر پوری ہونے پر ہر بندہ کو اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرکے طاعات کا اہتمام کرنا چاہیے، ورنہ آخرت میں اللہ کے سامنے بندہ کی طرف سے کسی عذر کی شنوائی مشکل ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط4)

قرائت خلف الامام کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

''انفاس العارفین'' میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ حضرت والد ماجد (یعنی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی رحمہ اللہ) اکثر مسائل میں حنفی مذہب کے مطابق عمل کرتے تھے، مگر جہاں حنفی مسلک کے مقابلہ میں حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے دلائل کے پیشِ نظر وِجدان کے تحت دوسرے مسالک قابلِ ترجیح نظر آتے، تو انہیں قبول کرلیتے، جیسا کہ آپ امام کے پیچھے اور جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے (اس کے بعد شاہ عبدالرحیم اور شیخ عبدالاحد کا ایک مباحثہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) کاتبُ الحروف (شاہ ولی اللہ) اس ضمن میں عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ''وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ'' (اور جب قرآن پڑھا جائے، تو تم اس کو غور سے سنو، اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے) محض جہری نمازوں پر دلالت کرتا ہے، اور اس کی تاویلات تفسیروں میں موجود ہیں (انفاس العارفین، مترجم: سید محمد فاروق القادری ایم اے، صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸، درذیل ''حضرت شاہ عبدالرحیم کے ملفوظات'' مطبوعہ: المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور، تاریخِ طبع: ۱۳۹۴ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی مشہور ومعرکۃُ الآراء کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ''قرائت خلف الامام'' کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وإن كان مأموما وجب عليه الانصات والاستماع فإن جهر الإمام لم يقرأ إلا عند الإسكاته، وإن خافت فله الخيره، فإن قرأ فليقرأ الفاتحة

www.idaraghufran.org

قرائة لا يشوش على الإمام، وهذا أولى الأقوال عندى، وبه يجمع بين أحاديث الباب(حجة الله البالغة، ج ۲ ص ۱۴ ،باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها)

ترجمہ: اور اگر مقتدی ہو، تو اس پر خاموش رہنا اور قرآن کو سننا واجب ہے، پھر اگر امام جہر کرے، تو مقتدی صرف اس کے خاموش ہونے کے وقت ہی قرائت کر سکتا ہے، اور اگر (امام) آہستہ قرائت کر رہا ہے، تو مقتدی کو (قرائت کرنے نہ کرنے کا) اختیار ہے، پھر اگر مقتدی قرائت کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ سورہ فاتحہ کی قرائت اس طرح سے (خاموشی کے ساتھ) کرے کہ امام کو تشویش لاحق نہ ہو، اور یہ میرے نزدیک تمام اقوال میں زیادہ اولیٰ ہے، اور اس کے ذریعہ سے تمام احادیثِ باب جمع ہو جاتی ہیں (حجۃ اللہ البالغۃ)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد علامہ عبدالحی بن فخر الدین حسنی طالبی لکھنوی رحمہ اللہ نے، حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے نزدیک قرائت خلف الامام کے مسائل میں جانبین کے دلائل قوی ہیں، اور راجح یہ ہے کہ قرائت کرنا اولیٰ ہے، اس سلسلہ میں وہ امام محمد کے قول کو اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ امام محمد کا قول صاحبِ ہدایہ نے نقل کیا ہے''۔ [1]

ملحوظ رہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کی قرائت کرنے کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

جمہور فقہائے کرام یعنی حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مقتدی پر قرائت واجب نہیں، خواہ نماز جہری قرائت والی ہو یا سری قرائت والی ہو۔

البتہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک مقتدی کو سورہ فاتحہ کا سری نمازوں میں پڑھنا مستحب ہے۔

---

[1] وإن فى مسألة القراءة خلف الإمام دلائل الجانبين قوية،والأظهر أن القراءة أولى،فيقول فيه على قول محمد كما نقل عنه صاحب الهداية(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر،لعبد الحى بن فخر الدين بن عبد العلى الحسنى الطالبى ،المتوفى 1341 :هـ، ج۷،ص ۹۱۴)

اورامام احمد سے ایک روایت واجب ہونے کی بھی ہے۔

اورامام شافعی کے نزدیک مقتدی کو مطلقاً سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

(ملاحظہ ہو:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٣،ص ٥٣،مادة "قراء ة"، وج٢٥ ص ١٣٣، مادة "سكوت")

علامہ ابنِ تیمیہ نے فرمایا کہ مقتدی پر جہری اور سری نمازوں میں امام احمد کے مذہب کے مطابق قرائت کرنا واجب نہیں،جس کے متعدد دلائل ہیں۔

اور جب امام سری قرائت کرے،تو مقتدی کو سورہ فاتحہ وغیرہ کی قرائت کرنا جائز ہے،اور یہی قول اعدل الاقوال ہے،اوراسی کے جمہور سلف وخلف قائل ہیں۔

(ملاحظہ ہو: كتاب صفة الصلاة من شرح العمدة ،لا بن تيمية،ص ١٤٢ ،الفصل الثانی،ومجموع الفتاوى،لابن تيمية،ج١٨ ،ص ٢١)

ناصرالدین البانی صاحب نے بھی امام کے پیچھے مقتدی کو قرائت کرنے کے بارے میں علماء کے تین اقوال تحریر کیے ہیں،ایک جہری اور سری نمازوں میں قرائت واجب ہونے کا،دوسرا سکوت واجب ہونے کا اور تیسرا سری نمازوں میں قرائت کرنے اور جہری میں نہ کرنے کا،پھر تیسرے قول کو''اعدلُ الاقوال''اور''اقرب الی الصواب''قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:

وهذا الأخير أعدل الأقوال وأقربها إلى الصواب وبه تجتمع جميع الأدلة بحيث لا يرد شيء منها وهو مذهب مالك وأحمد، وهو الذى رجحه بعض الحنفية، منهم أبو الحسنات اللكنوى (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء فى الأمة، تحت رقم الحديث ٥٦٩)

اور حنفیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے جہری وسری دونوں نمازوں میں قرائت کرنا ممنوع ہے۔

البتہ بعض مشائخِ حنفیہ کے نزدیک سری نمازوں میں مقتدی کو قرائت کرنا بالخصوص سورہ فاتحہ کا پڑھنا ممنوع ومکروہ نہیں،حنفیہ میں سے امام محمد رحمہ اللہ کی طرف یہی قول منسوب ہے۔

(ملاحظہ ہو: المحيط البرهانی فی الفقه النعمانی،ج ١،ص ٣٠٥،كتاب الصلاة،الفصل الرابع ،ومرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،ج٢،ص ٧٠٠،باب القراء ة فی الصلاة)

حنفیہ میں سے علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مفصل ومدلل رسالہ''اِمام الکلام فی

www.idaraghufran.org

القراءۃ خلف الإمام‘‘ میں احادیث وآثار کے پیشِ نظر اسی قول کو ترجیح دی ہے، اوراس قول کوانتہائی مضبوط قرار دیا ہے کہ مقتدی کوامام کے پیچھے سری نمازوں میں قرائت کرنا خاص طور پر سورہ فاتحہ کی قرائت کرناممنوع ومکروہ نہیں، بلکہ جائز یا مستحسن ہے۔

اورفرمایا کہ حنفیہ میں سے امام محمد رحمہ اللہ کی یہی روایت ہے، اوراس روایت کواگرچہ بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن درایت کے اعتبار سے یہ انتہائی قوی ہے، اور جب کوئی ضعیف روایت درایتاً قوی ہو،تو حنفیہ کے نزدیک اس پرعمل کرنا جائز ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو:إمام الکلام فی القراء ۃ خلف الإمام،ص ۳۴)

اس کے علاوہ بعض مشائخ حنفیہ نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ اگرامام صاحب اورصاحبین میں اختلاف ہو،تو مجتہد کواپنے اجتہاد کی رو سے،خواہ اس کا اجتہاد جزوی ہو، کسی کے بھی قول کو جو اس کے نزدیک دلیل کی رُو سے قوی ہو،اختیار کرلینا جائز ہے۔

(ملاحظہ ہو:رد المحتار علی الدر المختار،ج۵،ص ۳۶۰،کتاب القضاء ،مطلب یفتی بقول الإمام علی الإطلاق،وعقد الجید فی أحکام الاجتهاد والتقلید،ص ۲۰)

کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کے اقوال بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں داخل ہیں، اورصحیح حدیث پرعمل کرنے سے کوئی حنفی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب سے خارج نہیں ہوتا، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اصل مذہب یہی کہلاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو:رد المحتار علی الدر المختار،ج ا،ص ۶۸،مقدمة)

مگرافسوس کہ آج ایک فریق تو مقتدی کو جہری وسری تمام نمازوں میں قرائت کرنے، بالخصوص سورہ فاتحہ پڑھنے کوفرض وواجب قرار دیتا ہے،اوراس کے بغیر مقتدی کی نماز کو باطل ٹھہراتا ہے۔

اور دوسرا فریق ہرنماز میں مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کوناجائز وحرام قرار دیتا ہے، اورایسا کرنے والے کوفاسق اورحرام مرتکب ٹھہراتا ہے۔

اور دونوں فریق اس موضوع پرتحریراً وتقریراً اپنی صلاحیتوں کواستعمال کرتے اوراس موضوع پر مناظرہ کا بازار گرم کرتے ہیں،اوراس میں بہت غلو وتشدد اختیار کرتے ہیں،جس سے امت کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ (جاری ہے............)

مقالات و مضامین　　　　مفتی محمد رضوان

جناب شکیل عثمانی صاحب

25 اگست 2017ء بروز جمعہ کو ہمارے راولپنڈی کے دیرینہ رفیق اور معمر بزرگ جناب شکیل عثمانی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے، اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین۔

جناب شکیل عثمانی صاحب سے بندہ کی ابتدائی شناسائی تو اس وقت پیدا ہوگئی تھی، جب بندہ اپنے شیخ ومربی حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کے یہاں اسلام آباد کوہسار مسجد میں اصلاحی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا، اور وہاں مجلس میں کبھی کبھی جناب شکیل عثمانی صاحب مرحوم بھی حاضر ہوتے تھے، اور حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ لیکن بندہ کا جناب شکیل عثمانی صاحب سے اس وقت تک زیادہ تعارف نہ تھا۔

جب حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کا وصال ہوگیا، اور اسلام آباد کوہسار مسجد میں حضرت محمد نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کی اصلاحی مجلس کا سلسلہ موقوف ہوگیا، تو اس کے بعد کچھ عرصہ تک جناب شکیل عثمانی صاحب مرحوم سے باہمی ملاقات وزیارت کا سلسلہ موقوف رہا۔

پھر ایک مرتبہ جناب شکیل عثمانی صاحب بندہ کے پاس ادارہ غفران میں تشریف لائے، اور بندہ کے ایک رسالہ ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کا شرعی حکم'' کے بارے میں فرمایا کہ یہ رسالہ بڑا مفید اور جامع ہے، لیکن اب یہ رسالہ مارکیٹ میں نایاب ہے، اور اس کی جدید اشاعت کی ضرورت ہے۔

بندہ نے عرض کیا کہ دراصل بندہ نے بعض حضرات کی طلب اور خواہش پر ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' کے متعلق بعجلت کچھ معلوماتی مواد جمع کیا تھا، جس کی شکل ایک رسالہ کی بن گئی تھی، اور اس کو محدود پیمانہ پر شائع کر دیا گیا تھا، بندہ کو اس وقت اس موضوع سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی، لیکن اشاعت کے بعد

متعدداہلِ علم حضرات کی طرف سے اس رسالہ کی طلب سامنے آتی رہی، اس لیے اب بندہ کا خیال یہ ہے کہ اس رسالہ کی نظرِ ثانی کی جائے، اور ساتھ ہی کچھ اضافہ جات بھی ذہن میں ہیں، ان کو بھی اگلے ایڈیشن میں شامل کیا جائے، اضافہ جات کے لیے کچھ ایسے مضامین بھی بندہ کے ذہن میں ہیں، جن کا سرِ دست حصول مشکل ہورہا ہے۔

اس پر جناب شکیل عثمانی صاحب نے کہا کہ میں نے بھی اس سلسلہ میں کافی تگ ودو سے کچھ نادر موادا کٹھا کر رکھا ہے، جس کی کچھ کتابت بھی ہوگئی تھی، لیکن کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا، بلکہ جو کچھ کتابت ہوئی تھی، وہ بھی اب محفوظ نہیں رہ سکی۔

جناب شکیل عثمانی صاحب مرحوم نے اپنی اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ وہ اس موضوع پر تفصیل سے کام کرنے کی ایک عرصہ سے دیرینہ خواہش رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا گفتگو کے بعد بندہ کو اس موضوع پر کام کرنے کی طرف مزید توجہ ہوئی، اور بندہ نے اپنے مذکورہ رسالہ پر کچھ اضافہ جات کر کے جناب شکیل عثمانی صاحب کو نظرِ ثانی کے لیے مسودہ پیش کیا، جس کو انہوں نے ملاحظہ کیا، اور ان کو اس چیز کی امید بندھی کہ ان کی دیرینہ خواہش بندہ کے واسطہ سے پوری ہوسکتی ہے، اسی دوران انہوں نے ''صدق'' کی کچھ فائلوں کی عکسی نقول فراہم کیں، جو ایک تو عکسی نقول تھیں، دوسرے کافی بوسیدہ اور پرانی ہوچکی تھیں، جس کی وجہ سے ان تحریرات کے کافی الفاظ سمجھ نہیں آرہے تھے، کچھ عدسہ کی مدد اور کچھ جناب شکیل عثمانی صاحب کی اعانت اور مشورہ سے ان کو حل کیا گیا، اور رفتہ رفتہ کام آگے بڑھتا رہا۔

اس طرح چند دنوں میں اس موضوع پر معتد بہ نادر مواد جمع ہوگیا، جس کی فراہمی اور مشاورت میں جناب شکیل عثمانی صاحب برابر کے شریک رہے۔

متعلقہ جملہ مراحل سے گزر کر یہ مفصل مواد ''مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے شائع ہوا۔

کتاب کا مذکورہ نام بھی جناب شکیل عثمانی صاحب مرحوم نے تجویز کیا تھا، اگرچہ بندہ کی رائے یہ تھی کہ کتاب کے نام میں مولانا سندھی کا ذکر نہ آئے، اور بندہ کے حسبِ مزاج نام کچھ مختصر ہوتو بہتر

ہے، لیکن جناب شکیل عثمانی صاحب کا اس سلسلہ میں اپنا موقف اور اس کے دلائل تھے، جناب شکیل عثمانی صاحب کی طرف سے اس کتاب کے لیے غیر معمولی مواد فراہم کرنے اور پھر مضامین کی نظر ثانی وغیرہ میں اعانت کے صلہ میں بندہ نے ان کے تجویز کردہ نام سے اتفاق کیا، اور اس کو ان کے تجویز کردہ نام سے شائع کیا گیا۔

بندہ کی خواہش تھی کہ اس کتاب کے مقدمہ میں جناب شکیل عثمانی صاحب کی اعانت و مشاورت کا ذکر کروں، لیکن موصوف نے اس کو پسند نہیں فرمایا، اور وہ اس کے لیے کسی طور پر آمادہ نہ ہوئے، جو کہ موصوف کے مخلص و متواضع ہونے کی علامت تھی۔

کتاب کی اشاعت کے بعد موصوف بڑے خوش اور مطمئن تھے، اور کتاب کے متعلق مختلف حضرات کے اطمینان بخش تاثرات سے فرحت محسوس کرتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو، مختلف مجلّات اور ماہناموں میں اس کتاب کے متعلق تبصرے شائع ہوں، جس کے لیے وہ بار بار بندہ سے اس کتاب کے متعدد نسخے طلب کرکے خود ہی تبصرہ کے لیے مختلف مجلّات ورسائل کے لیے ارسال کرتے تھے، اور پھر مجھے آگاہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ صاحب! فلاں مجلّہ یا رسالہ میں اس کتاب پر تبصرہ شائع ہوگیا ہے، اور بسا اوقات وہ تبصرہ حاصل کرکے بندہ کو فراہم بھی کردیا کرتے تھے۔

میرا ذوق اگرچہ اس طرح کثرت کے ساتھ تبصروں کے لیے اپنی تالیف بھیجنے کا نہیں ہے، لیکن جناب شکیل عثمانی صاحب اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا خاص جذبہ رکھتے تھے، ان کے اس جذبہ کے نتیجہ میں کتاب کے پہلے ایڈیشن کے کچھ ہی عرصہ بعد تبصروں کی ایک معتدبہٖ مقدار جمع ہوگئی، جن کو کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں بطورِ ضمیمہ کے شائع کیا گیا۔

کتاب کے دوسرے ایڈیشن پر بھی کچھ تبصرے شائع ہوئے، جن میں ایک مفصل تبصرہ ''ماہنامہ الشریعہ'' گوجرانوالہ میں شائع ہوا، اس تبصرہ کی نشاندہی بھی بندہ کو جناب شکیل عثمانی صاحب مرحوم نے کی، بندہ کو اس تبصرہ کے کچھ مندرجات سے اتفاق نہ تھا، لیکن اس پر مستقل کچھ لکھنے کی طرف خاطر خواہ میلان نہیں ہورہا تھا، اور نہ ہی اس کے لیے فرصت تھی، ویسے بھی جب ایک مرتبہ کوئی شخص

کسی موضوع پر دل بھر کر کام کر کے اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کر لے، تو جلد دوبارہ اس سابق موضوع پر کام کرنے کا طبعی جذبہ کم ہی محسوس ہوتا ہے، لیکن اسی درمیان بندہ کو اس سلسلہ میں ایک خط موصول ہوا، جس کا جواب تحریر کرنا، اس موضوع پر دوبارہ کلام کرنے اور مزید پہلوؤں پر غور کرنے کا ذریعہ بنا، حسنِ اتفاق کہ جواب لکھتے لکھتے یہ مواد بھی سوصفحات سے زائد پر محیط ہو گیا، اور اس میں مزید کچھ امور کی ایسے انداز میں وضاحت ہو گئی، جو اس سے پہلے مفصل کتاب میں نہیں ہو سکی تھی۔

کتابت کے بعد بندہ نے جناب شکیل عثمانی صاحب کو نظر ثانی کے لیے وہ مواد فراہم کیا، بلکہ کتابت کے دوران بھی ان سے متعدد امور پر مشاورت کا سلسلہ جاری رہا۔

جناب شکیل عثمانی صاحب کو ''اردو زبان'' پر غیر معمولی عبور حاصل تھا، اس لیے ان کی طرف سے اس مسودہ پر الفاظ اور تعبیرات کی نوک پلک کی درستگی بھی ہوتی رہی، بندہ جناب شکیل عثمانی صاحب کی شخصیت اور بزرگی، اخلاص اور تقوے سے اتنا متاثر تھا کہ ان کی لفظی و معنوی اصلاحات کو باوجود طبیعت کے نہ چاہنے کے بھی رد کرنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

البتہ جہاں کسی طرح اطمینان نہ ہوتا وہاں بندہ ان کے علم میں لا کر اپنی تعبیر برقرار رکھتا اور ادب کے ساتھ اپنی رائے پیش کر کے عذر کر دیا کرتا تھا۔

کتاب کے دوسرے ایڈیشن پر سامنے آنے والے تبصرے اور خاص کر ''ماہنامہ الشریعہ'' کے مفصل تبصرہ اور اس کے جواب کے متعلق یہ رائے ہوئی کہ اس کو الگ سے مستقل ضمیمہ کے طور پر شائع کر دیا جائے، اور جب مفصل کتاب کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو، تو اس ضمیمہ کو بھی اس میں شامل کر دیا جائے۔

موصوف پروف دیکھنے میں ملکہ رکھتے تھے، اور پروف خوانی کے بعد اس کی دوبارہ نظرِ ثانی کرتے وقت سابق پروف کو بھی ملاحظہ فرماتے تھے، اور جب تک لفظی و معنوی اصلاح سے پوری طرح مطمئن نہ ہو جاتے، اس وقت تک اس کو حتمی شکل دینے کے حق میں نہ ہوتے تھے، پھر اگر اشاعت کے بعد کوئی لفظی غلطی رہ جاتی، تو اس پر افسوس کا اظہار کیا کرتے تھے، اور اگر ان کو کسی حوالہ یا کسی چیز میں علمی یا تاریخی اعتبار سے شک ہوتا، تو اس کو دور کرنے کے لیے مختلف لائبریریوں اور اصحابِ علم سے استفادہ کے لیے دوڑ دھوپ اور صبر آزما و اعصاب شکن مرحلوں سے گزرتے، تلاش و تحقیق

اور یافت ودریافت کے خارزاروں میں برہنہ پا نکل کھڑے ہوتے تھے۔

یہ مضمون اور ضمیمہ تیار ہو چکا تھا، لیکن ابھی شائع ہونے کے لیے نہیں گیا تھا کہ اسی دوران جناب شکیل عثمانی صاحب کی طبیعت کی ناسازی کا سلسلہ شروع ہو گیا، کچھ عوارض تو پیرانہ سالی کے باعث طبعی طور پر پہلے سے ساتھ لگے ہوئے تھے، مزید عوارض اور پے در پے نقاہت وغیرہ کا سامنا کرنا پڑا، کمزوری اور نقاہت میں روز بروز اضافہ ہونے لگا، اس دوران ان کی خواہش تھی کہ یہ ضمیمہ جلد از جلد شائع ہو کر آ جائے، جس کے لیے انہوں نے اپنی وفات سے چند دن پہلے بندہ کو فون پر کہا کہ صاحب! مجھے تو بہت زیادہ نقاہت لاحق ہے، اب بس آپ کسی طرح توجہ کے ساتھ پروف ریڈنگ مکمل کرا کر اس کو شائع کرنے کے لیے پریس بھیج دیں۔

بندہ نے نظرِ ثانی وغیر کے بعد یہ ضمیمہ اشاعت کے لیے پریس بھیج دیا، ابھی تک وہ شائع ہو کر نہیں آیا تھا کہ اسی دوران جناب شکیل عثمانی صاحب کا وقتِ موعود آ پہنچا، اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اس طرح ایک علم، اخلاص، تقوے، تواضع اور مجاہدہ کا پیکر اس دارِ فانی سے رخصت ہوا۔

موصوف بعض اوقات دورانِ گفتگو مجھے فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے مذکورہ موضوع پر بعض ایسے نکات پر روشنی ڈالی ہے، جن کی طرف اس موضوع پر پچیس سال کے مطالعہ سے بھی میری توجہ نہیں ہو سکی، یہ موصوف کا بندہ سے حسنِ ظن تھا۔

بندہ کا گزشتہ کئی سالوں سے جناب شکیل عثمانی صاحب سے قریبی تعلق رہا، وہ وقتاً فوقتاً بندہ سے ٹیلی فون پر وقت مقرر کر کے تشریف لاتے رہتے تھے، بعض اوقات ان کے ساتھ گھنٹوں گھنٹوں نشست ہوتی، جس میں مختلف علمی وتاریخی گوشے زیرِ بحث آتے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ان کو کسی کتاب وغیرہ کی ضرورت ہوتی، اور بندہ کو اس وقت کوئی دوسری مصروفیت ہوتی، تو بندہ ان کو متعلقہ کتب حوالہ کر کے اپنے کام سے چلا جاتا، اور ان کے لیے چائے وغیرہ کا انتظام کسی ساتھی کے ذمہ لگا جاتا، جب کچھ وقت بعد آ کر دیکھتا، تو ان کو کتب بینی میں منہمک ومشغول پاتا۔

ایک مرتبہ موصوف بندہ کے گھر تشریف لائے، اس زمانہ میں بندہ کا قیام کوہاٹی بازار میں تھا،

موصوف رات گئے تک علمی گفتگو میں مصروف رہے، اس درمیان ان کے گھر سے بھی فون آتے رہے، پھر رات کو دیر گئے ٹیکسی کے ذریعہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

موصوف کو اللہ تعالیٰ نے حافظہ غضب کا عطا فرمایا ہوا تھا، اسی وجہ سے ان کو اپنی زندگی کے دوران پیش آمدہ واقعات، سَن اور تاریخ وار اکثر زبانی یاد ہوتے تھے، اپنے اکابر اور بزرگوں کے مواعظ و ملفوظات اور حالات کا مطالعہ بھی خوب تھا۔

جناب شکیل عثمانی صاحب کو حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کا بہت معتقد پایا، وقتاً فوقتاً حضرت والا رحمہ اللہ کا مجلس میں ذکرِ خیر فرماتے رہتے تھے، جس کے دوران، ان پر بعض اوقات گریہ اور رقت کی حالت بھی طاری ہوجاتی تھی، وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی فکر اور طریق سے بھی گہری عقیدت رکھتے تھے۔

اسی کے ساتھ ان میں تواضع، للّٰہیت، جفاکشی، صبر وتحمل کی صفات کا بھی خوب مشاہدہ ہوا۔

جناب شکیل عثمانی صاحب نے کراچی یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم۔اے کیا ہوا تھا، اور ریڈیو پاکستان میں ڈائریکٹر نیوز کے عہدہ پر ملازمت کرکے ریٹائرڈ ہوچکے تھے، کسی زمانہ میں ان کی رہائش راولپنڈی کے مرکزی علاقہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں واقع تھی، بعد میں وہاں سے ''قاسم آباد، نزد پیرودھائی موڑ'' میں رہائش منتقل کرلی تھی۔

بندہ کے پاس زیادہ تر ان کی آمدورفت پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ ہوا کرتی تھی، ان کے ساتھ عام طور پر ایک پرانے طرز کا سادہ بیگ ہوا کرتا تھا، جس میں نایاب علمی مواد اور کتب وغیرہ ہوتی تھیں۔

اواخرِ عمر میں پیش آمدہ شرعی مسائل میں بھی موصوف بندہ سے رابطہ کرتے تھے۔

موصوف مرحوم نے تقریباً اسی (80) سال کی عمر پائی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی کامل مغفرت فرمائے، درجات بلند اور پس ماندگان، خاص طور پر ان کے اکلوتے فرزند ارجمند جناب سرمد عثمانی صاحب سلمہٗ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

جو بادہ نوش تھے پرانے اٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

مقالات ومضامین (ضمیمہ: جنت کے قرآنی مناظر:62) مفتی محمد امجد حسین

مباحث روح وبدن (حصہ نہم)

مادہ وتوانائی کے پیچھے ذہن وشعور کارفرما ہے

فلسفہ وسائنس کی مادی تھیوری پر یا بالفاظِ دیگر مادیین و دہریین کے مادی تصور کائنات وسلسلہ موجودات پر ایک زد تو بیسویں صدی میں کوانٹم تھیوری (Quantum theory) اور اضافیت کے نظریہ(Theory of Relativity) سے اور ایٹم وذرہ کے داخلی مطالعہ کے نتیجہ میں سامنے آنے والی صورتحال سے پڑی، جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔

دوسری طرف بیسویں صدی میں بگ بینگ(Big Bang) کا شہرہ آفاق نظریہ جو کائنات کی عمر اور اس کے لمحۂ آغاز سے بحث کرتا ہے، اس نے مادیت ودہریت کے تمام گزشتہ تصورات اور کائنات کے متعلق ان سب توجیہات کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا، جس کے راگ مادیین ودہریین قدیم یونانی حکماء وفلاسفہ کے عہد سے اب تک الاپتے چلے آرہے تھے۔

بگ بینگ، اضافیت اور کوانٹم تھیوریوں نے فلسفہ سے نیچے اتر کر خود سائنسی بنیادوں پر بھی (جو تجربہ ومشاہدہ پر مبنی ہونے کا ادّعا رکھتے ہیں) آفاقی سطح پر یہ بات ثابت کردی کہ کائنات وسلسلۂ موجودات کی بنیاد اندھے، بہرے، لاشعور اور جمادِ محض مادہ پر نہیں، بلکہ ذہن وشعور پر استوار ہے میٹر(Matter) پر نہیں، بلکہ مائنڈ(Mind) پر اس کا مدار ہے۔

بیسویں صدی میں فلسفہ وسائنس کی مادی سطح پر یہ کوئی معمولی تبدیلی نہیں تھی کہ کائنات کے تخت پر سے مادہ کی خدائی ختم ہوکر، مائنڈ، ذہن اور شعور کو کائنات کی تخلیق اور وجود کے لیے علت العلل اور اصل الاصول تسلیم کرنا پڑا، گوکہ مادیین دل سے آج بھی اس حقیقت کو ماننے پر تیار نہیں، جو خود ان کی مسلّمہ سائنسی تھیوریوں اور طریقہ تحقیق وریسرچ سے ثابت ہوگئی ہے، اور یہ کڑوا گھونٹ ان کو نہ اگلتے بنتی ہے اور نہ نگلتے بنتی ہے۔

گویا ع نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

والی صورتحال سے دوچار ہیں، کریں تو کیا کریں۔ ع

ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم

بے یقینی اور تذبذب وتردد کے جس صحرا میں آج یہ بھٹک کے رہ گئے ہیں، وہاں کوئی دیوار بھی تو نہیں کہ سر ہی پھوڑ لیں۔

ے

شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبالِ دوش صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں

یقین آسودگی اور طمانیت کی دولت تو صحیح مذہب فراہم کرتا ہے، جو عبد کو عبودیت کی راہ سے معبود کے ساتھ مربوط ومنجذب کرتا ہے، بندے کا اپنے رب سے دل ہی دل میں رابطہ ہوجاتا ہے۔

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا (سورة الكهف، رقم الآية ۱۴)

ترجمہ: اور ہم نے ان کے دلوں کو مربوط کردیا جب وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود نہ ٹھہرائیں گے، یہ تو بعید از عقل بات ہوگی (سورہ کہف)

ے

تجھ سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

کائنات کی مابعد الطبیعاتی جہتوں اور حقیقتوں کو بھی عقل وخرد، مادیت اور طبیعات کے پیمانوں سے ناپنے اور سلجھانے والوں کی قسمت میں ہمیشہ لاادریت، شک وارتیاب، تذبذب واضطراب، بے چینی، ناآسودگی اور خودفراموشی رہی ہے۔

خدافرموشی کی سزا خودفراموشی

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

(سورة الحشر، رقم الآية ۱۹)

ترجمہ: اوران لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کردیا کہ خود اپنے آپ کو بھول گئے یہ بدکردار لوگ ہیں (سورہ حشر)

شائد خدائے لم یزل کی بے آواز لاٹھی کا یہ دائمی وار رہا ہے، جو اس مذکورہ آیت میں کوڈ ہوا ہے کہ خدا فراموشی کی سزا خود فراموشی ہوا کرتی ہے، جو خدا کو بھلا دیتے ہیں، خدا ان کو خود اپنی ہستی وذات کے عرفان وایقان سے بھلا کر حیرت واستعجاب کی بھول بھلیوں میں سرگرداں کر دیتا ہے۔

اقبال مرحوم نے شائد اسی تناظر میں کہا تھا:

ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف
تڑپ رہا ہے، فلاطوں میانِ غیب وحضور

اور کسی نے یہ بھی تو کہا تھا:

ہر چند کہ فلسفی کی چناں وچنیں رہی
مگر خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

آسمانی مذاہب اور فلسفہ وسائنس

آسمانی مذاہب کے کئی خصائص وامتیازات ہیں، جو اِن کو انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں سامنے آنے والے انسانی عقل وشعور پر مبنی فلسفوں، دہریت اور خدا کے انکار پر مبنی مادی تھیوریوں سے الگ وممیّز کرتی ہیں، مثلاً مذاہب کا اخلاقی نظام، مابعد الطبیعاتی الٰہیاتی تصورات، جزا وسزا اور قانونِ مکافاتِ عمل کا نظریہ، جسمانیات ومحسوسات یا مادیات کے پہلو بہ پہلو، روح وروحانیات اور اس کے مکمل ومربوط سسٹم پر یقین واعتقاد، نیز سب سے بڑھ کر مذاہب کا مشترک اساسہ اور قدر عقیدہ توحید، یعنی ایک خدا کو کائنات کا، مخلوقات اور تمام موجودات کا خالق ومالک اور رب ومعبود ماننا، اور نسلِ انسانی کو اس کے ساتھ رشتہ عبودیت وبندگی میں منسلک وپابند ماننا، گو مذہب کی اصل تعلیمات مسخ ہو کر بعد کے ادوار میں حاملینِ مذاہب مظاہر پرستی کی راہ سے، شجر وحجر، شمس وقمر، نجوم وافلاک، دیوی دیوتاؤں وغیرہ کتنے مظاہرِ قدرت ومخلوقات سے مرعوب ہو ہو کر ان کو بھی الوہیت ومعبودیت کی کرسی پر یکتا وتنہا ذات باری تعالیٰ کے پہلو بہ پہلو بیٹھاتے رہے۔

مذاہب کے اس اتار چڑھاؤ اور اصلی وجعلی ایڈیشنوں کے ساتھ ساتھ مادیت ودہریت پر مبنی نظریات، خیالات اور فلسفے بھی انسانی تاریخ کے طول طویل دورانیے میں جاری وساری رہے، انسانی فلسفوں میں خود داخلی طور پر بڑا تنوع، اختلاف اور مختلف مکاتبِ فکر ہمیشہ رہے ہیں،

تصوریت، ثنویت، مادیت اور ارتیابیت، [1] کی تعبیرات، جو فلسفہ کے مختلف سکولز اور مکاتبِ فکر کے اصطلاحی نام ہیں، یہ خود فلاسفہ کی ہزاروں سالہ طویل تاریخ میں سامنے آنے والے نظریات کو چند بنیادی قسموں میں تقسیم کرکے ان میں باہم فرق و امتیاز کرنے اور ان کی تھیوریوں کے اصول منضبط کرنے کے لیے ہیں، تاکہ کسی فلسفے کی اصل علمی و فکری اور عقلی بنیادیں متعین ہوکر نقد و نظر اور بحث و ڈائیلاگ اسی کے تناظر میں ہو۔

فلسفیانہ مکاتبِ فکر میں مادیت نے اگر ہمیشہ اندھے، بہرے مادے کی خدائی پر اصرار کیا ہے کہ اس

---

[1] یہ فلسفہ کے چار سکول آف تھاٹ یا مکاتبِ فکر کے نام ہیں، اب فلسفہ کو بنیادی طور پر ان چار طبقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(1)......ثنویت

ثنویت کا نظریہ روح اور مادہ دو چیزوں کو بنیاد، جوہر، علت اور اصل ٹھہراتا ہے، روح کی تعبیر جو وہ کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کی ذات کو بھی اس میں وہ شامل کرتے ہیں، لیکن خدا کا تصور ان کے نکتہ نظر میں وہ نہیں، جو مذہب میں ہے، بس ایک حیاتِ مطلق اور حقیقت مطلقہ جو تمام حیاتی ادراک، علم، ارادہ، شعور وغیرہ کا سرچشمہ ہے، وہ مراد لیتے ہیں، دوسری چیز وہ مادہ کو قرار دیتے ہیں، جو تمام غیر حیاتی صفات کا سرچشمہ ہے، اور روح کی طرح ازلی ابدی اور ہمیشہ سے ہے، قدیم حکمائے یونان میں بھی یہ نظریہ مقبول عام رہا، ارسطو جس کو یونانی فلسفہ میں معلم اول کا خطاب دیا گیا ہے، اس نظریہ کا علمبردار تھا، اس کا فلسفہ اسی کے گرد گھومتا ہے، ڈیکارٹ تک فلسفیوں کی ہر زمانے میں ایک بڑی تعداد اسی نظریہ کی علمبردار رہی ہے، امام غزالی (المتوفیٰ: 505ھ) نے یونانی فلسفہ کے رد میں جو شہرہ آفاق کتاب ''تہافۃ الفلاسفۃ'' لکھی ہے، اس میں چند فلسفیانہ مسائل کی نشاندہی کرکے قرار دیا ہے کہ یہ صریح کفر ہیں، اور ان مسائل میں فلاسفہ کی تکفیر واجب ہے، بوعلی سینا جو ارسطو کے فلسفے کا ہی بنیادی طور پر ترجمان تھا، اور اس وجہ سے اس کو معلمِ ثالث کا لقب ملا (فارابی معلمِ ثانی ہیں) تو اس کی بھی تکفیر کا حکم امام غزالی نے ان مسائل میں لگایا ہے، ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مادہ کے قدیم ہونے کے قائل ہیں، اس طرح شرک کے مرتکب ہوئے کہ قدیم ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اور کوئی چیز قدیم نہیں، اور یہی آسمانی شریعتوں کا نظریۂ توحید ہے۔

(2)......مادیت

دوسرا سکول مادیت کا ہے، جو ثنویت سے بھی آگے بڑھ کر روح یا حیاتِ مطلق کی نفی و انکار کرکے صرف مادہ کو ہی اول و آخر سب کچھ ٹھہراتے ہیں، اور غیر حیاتی کے ساتھ حیاتی صفات کا بھی سرچشمہ قرار دیتے ہیں، ان کا کفر و الحاد اور مذہب سے عداوت و ٹکراؤ بالکل واضح ہے۔

(3)......تصوریت

تصوریت مادیت کے برعکس حیاتی و غیر حیاتی تمام صفات کا سرچشمہ روح کو، ذہن کو قرار دیتے ہیں، ان کی باتوں سے مذہب کی تائید و تقویت ہوتی ہے، افلاطون اس نظریہ کا بانی اور بڑا پرچارک رہا ہے، اس کے بعد ہر زمانے میں اس نظریہ کے حامل فلاسفہ رہے ہیں، بارکلے (وفات 1753ء) اور برگساں (وفات 1941ء) اسی نظریہ کے ترجمان تھے۔

(4)......ارتیابیت

ارتیابیت یا لاادریت، ارتیاب شک کو کہتے ہیں، یہ فلاسفہ کا وہ گروہ ہے، جنھوں نے اقرارِ عجز اور اعترافِ جہل کو اپنی پناہ گاہ بنایا ہے، یہ کہتے ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ موجودات و کائنات کا اصل سرچشمہ کیا ہے، روح ہے یا مادہ؟ یہ کہتے ہیں کہ یہ بات عقل کی حدود سے باہر یا بالفاظ دیگر سائنس کے دائرہ کار سے خارج ہے، اس لیے اس پر بحث فضول ہے، اس لیے ہم خدا یا مادہ کے اقرار و انکار دونوں سے الگ رہتے ہیں، انیسویں صدی میں مغربی فلاسفہ ہیوم، اسپنسر، ہکسلے اسی نظریہ کے ترجمان رہے ہیں۔

کائنات کا کوئی خالق مالک نہیں، بلکہ مادہ ازل سے ہے، اور اسی کے تغیرات سے کائنات بنتی بگڑتی اور مخلوقات ادلتی بدلتی ہیں، جن کے بیانیے کو قرآن نے بایں الفاظ کوڈ کیا ہے:

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (سورة الجاثية، رقم الآية ۲۴)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں صرف ظن سے کام لیتے ہیں (سورہ جاثیہ)

اگر میں اپنے استدلال میں غلطی نہیں کر رہا، تو میرے خیال میں مادیت و دہریت کے حاملین بنی آدم سے پہلے جنات میں بھی تھے، اور جنات میں مبنی بر دہریت فلسفہ کے قائلین نزول قرآن کے وقت تک تو رہے ہیں، اور کوئی وجہ نہیں کہ اب نہ ہوں، جیسا کہ میرے خیال میں سورہ جن کی اس آیت سے اشارۃً اس پر روشنی پڑتی ہے۔

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا (سورة الجن، رقم ۷)

ترجمہ: (جنات نے کہا) اور یہ کہ ان (انسانوں) کا بھی یہی اعتقاد تھا جس طرح تمہارا تھا کہ اللہ کسی کو زندہ کر کے دوبارہ نہیں اٹھائے گا (سورہ جن)

تو خیر عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر ایک طرف فلسفۂ مادیت ہمیشہ رہا ہے، تو دوسری طرف خود فلسفہ کا مستقل مکتبِ فکر اہلِ تصوریت کا بھی رہا ہے، جو مادیین کے برعکس، مادہ کی بجائے روح اور حقیقتِ مجردہ یا نفس و ذہن کو اصل مانتے ہیں، اور کائنات و موجودات میں اولیت کا مقام دیتے ہیں۔

ڈیکارٹ و بارکلے

مغرب کے جدید فلسفہ کے امام اور ابوالآباء ڈیکارٹ (René Descartes) جس کا زمانہ 1596ء سے 1650ء تک ہے، اس نے اپنے فلسفے کی بنیاد تصوریت پر رکھی تھی (بعد میں گو وہ ثنویت کی طرف نکل گیا) جس نے فلاسفہ کی طبیعاتی و مابعد الطبیعاتی مباحث و اختلافات اور فلسفیانہ موشگافیوں اور گورکھ دھندوں (جو محض ظن وتخمین پر مبنی تھے) سے متوحش و پریشان ہو کر شک

وارتیاب، بے یقینی واضطراب سے نکلنے اور حقیقت کی معرفت اور یقین کی منزل تک پہنچنے کے لیے اپنا سفر مقامِ صفر (Zero Point) سے شروع کیا، جیسا کہ اس کا یہ تاریخی جملہ ہے ''میں سوچتا ہوں، چنانچہ میں ہوں'' (Cogito Ergo Sum)

اور جیسا کہ مشہور فلسفی شوپنہار (Schopenhaur) نے اس کے متعلق کہا ہے ''وہ تمام مسلّمات کو شکوک سمجھ کر شروع سے شروع کرنا چاہتا ہے۔

اسی طرح برٹش فلسفی جارج بارکلے (Berkeley 1685-1753ء) جو آئرلینڈ کا بشپ (لاٹ پادری) بھی تھا، اور مذہب کا پرجوش پرچارک اور صاحبِ بصیرت ترجمان تھا، اس نے جب دیکھا کہ فلسفہ مادیت کا منہ زور گھوڑا حد سے زیادہ بے لگام ہوا چاہتا ہے، تو اس نے مادیت کے خلاف لیکچر دیئے، اور کتابیں لکھیں، ''ڈائیلاگ'' (Dialogue) اس کی اہم کتاب ہے۔

ڈائیلاگ میں اس نے فلسفہ کی دنیا میں مادیت کے آگے بند باندھ دیا، اور ایسی روک لگادی کہ بعد کے مادی فلاسفہ نے اس کی تردید میں زورِ قلم صرف کرکے بھی یہ اعتراف کیا کہ بارکلے کی باتوں اور استدلالات کا جواب نہیں۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

مقالات ومضامین مولانا محمد الطاف

سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی حدود کی پامالی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر فوقیت بخشی، صحیح وغلط کی پہچان کے لیے عقل کے ساتھ ساتھ احکامِ الٰہیہ اور روحانی تربیت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے بھیجا گیا، اور اس سلسلے میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اور ابدی ہدایات دے کر مبعوث فرمایا۔

شریعت محمدی میں جہاں دیگر احکام کی اہمیت کو ذکر کیا گیا ہے، وہیں اچھے اخلاق کو ایک نمایاں خوبی قرار دے کر اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے، چنانچہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے:

"بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخلاقِ" (شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث 3622)

"مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے"

ذرا سوچیۓ وہ کام کس قدر اہم، قابلِ تقلید اور فضیلت والا ہوگا، جس کے لیے نبی آخر الزمان علیہ الصلاۃ والسلام کو مبعوث کیا گیا، جبکہ دوسری طرف بد اخلاقی کو بدترین خصلت قرار دے کر اس کی مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ:

إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِندَ اللّٰهِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ مَنۡ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث 4707)

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا وہ آدمی ہوگا کہ جس کو لوگ اس کے شر کے خوف سے چھوڑ دیں (ابو یعلیٰ)

ایک مومن کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ:

اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (مسلم، رقم الحدیث 65"41")

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کسی بھی انسان سے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ

ہو، بداخلاقی والا برتاؤ نہ کیا جائے، تاہم کفار سے دلی لگاؤ رکھنا کسی صورت درست نہیں، جب غیر مسلم کے ساتھ بلاضرورت بداخلاقی مناسب نہیں، تو کسی مسلمان سے بداخلاقی کیونکر درست ہوگی، چنانچہ ایک مسلمان کی شان حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ارشادفرمایا:''(اے کعبہ) تو کتنا عمدہ ہے، اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے، اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، مومن کی جان و مال کی حرمت وتقدس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے، اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے''۔ [1]

گزشتہ کچھ عرصہ سے سوشل میڈیا کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے، اور اس کے صارفین کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، سوشل میڈیا بلاشبہ باہمی رابطہ کا ایک مفید اور سہل ذریعہ بن گیا ہے، جس میں صارفین ایک دوسرے کے ساتھ اپنی روزمرہ کی زندگی کے اہم لمحات، مواقع شیئر کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ بعض اہم مواقع پر اجتماعی سطح پر اس کا استعمال کرکے ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی، جس کے مثبت اثرات سامنے آئے، مزید یہ کہ لوگوں کو دینی احکامات پہنچانے کے لیے بھی سوشل میڈیا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے، بعض لوگ سوشل میڈیا کو معاشی فوائد حاصل کرنے کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن ایک بات جس کی طرف توجہ مبذول کرانا مقصود ہے، وہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا کو سیاسی سطح پر استعمال کیا جارہا ہے، اور لوگ اپنے مزاج کے مطابق اس میں حصہ لے رہے ہیں، سیاسی جماعتوں سے منسلک افراد سیاسی حربے کے طور پر سوشل میڈیا کو استعمال کررہے ہیں، لیکن اس سلسلے میں افسوس ناک بات یہ ہے کہ سیاسی مخالفت کی آڑ میں دوسروں کی بدترین تذلیل کی جارہی ہے، بے جاالزام تراشیوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، یہاں تک کہ مخالفین (جو اگر واقعتاً بُرے بھی ہوں، تو بہر حال انسان اور مسلمان ہیں) کو جانوروں کی شکل

---

[1] حدثنا عبد الله بن عمر، قال :رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يطوف بالكعبة، ويقول " :ما أطيبک وأطيب ريحک، ما أعظمک وأعظم حرمتک !والذی نفس محمد بيده، لحرمة المؤمن أعظم عند الله حرمة منک، ماله ودمه، وأن نظن به إلا خيرا"(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۳۲، ج۵ ص ۸۵)

میں پیش کیا جاتا ہے، اور عنوانات اور تبصروں میں انتہاء درجے کی بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گالم گلوچ وغیرہ کو اختیار کیا جاتا ہے، اور کوئی بھی پوسٹ جو اپنی طبیعت کے موافق ہو، کو بغیر تحقیق کے آگے شیئر کردیا جاتا ہے، حالانکہ قرآن کریم میں اس بات کی سخت ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (سورة الحجرات، رقم الآية ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کرلو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانی کی وجہ سے کسی قوم کو ضرر پہنچادو، پھر اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے (ترجمہ ختم)

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم، رقم الحديث ج ا، ص ١٠، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع)

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بغیر تحقیق) کے آگے پھیلا دے''

شریعت مطہرہ کی اتنی واضح اور اہم ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے محض سیاسی مخالفت میں بغیر تحقیق کے غیر مستند اور غیر اخلاقی پوسٹوں کو آگے پھیلایا جاتا ہے، اور پھر شیئر در شیئر کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، جس پر تبصرہ کرتے ہوئے کئی لوگ ایک دوسرے کی بدترین تذلیل یہاں تک کہ گالم گلوچ کرتے ہیں، چنانچہ یہ شخص خود گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے افراد کا گناہ بھی اپنے سر لادے جاتا ہے، اور شیطانی چال ملاحظہ فرمائیں کہ اس کو کوئی گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا، بلکہ اپنے تئیں اس کو ملک وملت کی خدمت شمار کرتے، گردانتے ہیں، اور گزشتہ کچھ عرصہ سے اس گناہ میں تیزی دیکھنے میں آرہی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

جو کسی گناہ کا سبب بنے گا، جب تک وہ گناہ ہوتا رہے گا، اس سبب بننے والے کے گناہ

Idara Ghufran

میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔[1]

عموماً ان گناہوں میں مبتلا وہ لوگ ہوتے ہیں، جو کسی سیاسی جماعت کے ساتھ وابستگی یا لگاؤ رکھتے ہیں، سیاسی نعروں، سیاسی لیڈروں کے دفاع میں یہ گناہ اپنے ذمہ لے رہے ہوتے ہیں، اور وہ ان کو جانتے تک نہیں، اور نہ ان کی پرواہ کرتے ہیں، اور یہ ان کے لیے اپنی آخرت خراب کر دیتے ہیں، اور متعدد مرتبہ اس بات کا مشاہدہ بھی سامنے آیا ہے کہ یہ لوگ اپنے سیاسی رہنماؤں کے لیے اپنے سگے عزیز رشتہ داروں، پڑوسیوں اور تعلق داروں سے الجھ پڑتے ہیں، اور آپس کے تعلقات کو خراب کر بیٹھتے ہیں، بلاشبہ ہر ایک کی سیاسی وابستگی مختلف ہو سکتی ہے، مگر اس کی وجہ سے آپس کے رشتوں کو نظر انداز کرنا اور تعلقات خراب کرنا، کہاں کی عقلمندی ہے؟ ہمیں اپنی رائے کے مطابق سیاسی جماعت کا انتخاب کرنے کا حق ہے، لیکن دوسروں پر کیچڑ اچھالنا اور تذلیل کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں، اگر ہم ایسا کرتے ہیں، تو بروز قیامت اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہوں گے، کیوں ہم ان لیڈروں کے لیے اپنی آخرت خراب کریں، جو اپنے عیش و آرام میں مگن اور ہماری پریشانیوں سے واقف تک نہیں؟ کسی کی عزتِ نفس پامال کرنا کسی کے لیے جائز نہیں، ہمیں چاہیے کہ دنیا کے وقتی مفاد کے لیے اپنی ابدی زندگی کو خراب نہ کریں۔

اس سلسلے میں ہمیں لوگوں میں شعور اجاگر کرنا ہوگا کہ زندگی کے ہر شعبہ کی طرح سوشل میڈیا کے استعمال میں بھی شرعی اور اخلاقی حدود کا خیال رکھا جائے، جھوٹ، غیبت، بہتان تراشی، غیر مصدقہ چیزوں کی تشہیر سے گریز کیا جائے، اچھے طرزِ عمل کی تعریف کی جائے، چاہے وہ کوئی بھی سیاسی یا غیر سیاسی لیڈر یا جماعت ہو، اور برے طرزِ عمل، خلافِ شرع امور و فیصلوں کی شرعی حدود میں رہتے ہوئے نشاندہی کی جائے، اور غلط بات کو غلط تسلیم کیا جائے، چاہے وہ غلطی کسی بھی سیاسی جماعت یا رہنما سے سرزد ہوئی ہو، شخصیت پرستی کو چھوڑ کر غیر جانبدارانہ اور منصفانہ سوچ کو پروان چڑھانا چاہیے، اور ہرگز سیاسی اختلافِ رائے کو اپنی گھریلو زندگی کی خرابی یا رشتہ داروں، پڑوسیوں سے اختلاف کا ذریعہ نہ بنائیں۔

---

[1] من سن فی الإسلام سنة حسنة، فعمل بها بعده، كتب له مثل أجر من عمل بها، ولا ينقص من أجورهم شیء، ومن سن فی الإسلام سنة سيئة، فعمل بها بعده، كتب عليه مثل وزر من عمل بها، ولا ينقص من أوزارهم شیء (مسلم، رقم الحديث ۱۰۱۷ "۱۵"، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة)

www.idaraghufran.org

بسلسلہ :تاریخی معلومات   مولانا طارق محمود

ماہِ شوال: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ شوال ۷۵۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن مسلم بن ہبۃ اللہ بن حسان بن محمد بن منصور بن احمد جہنی بارزی حموی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی، ج۳ص ۳۱۹)

□......ماہِ شوال ۷۵۷ھ: میں حضرت محمد بن احمد بن ابی القاسم دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الدرر الكامنة فی أعيان المائة الثامنة لابن حجر، ج۵ص ۸۱)

□......ماہِ شوال ۷۶۰ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن محمود بن سلیمان بن فہد بن محمود حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی، ج۳ص ۴۵۵)

□......ماہِ شوال ۷۶۱ھ: میں حضرت موسیٰ بن کجک رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الدرر الكامنة فی أعيان المائة الثامنة لابن حجر، ج۶ص ۱۴۵)

□......ماہِ شوال ۷۶۲ھ: میں حضرت احمد بن عبداللہ بن عبداللہ شریفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی، ج۳ص ۳۲۵)

□......ماہِ شوال ۷۶۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن صالح بن ندی عرضی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی، ج۲ص ۱۸۰)

□......ماہِ شوال ۷۶۸ھ: میں حضرت بدرالدین ابراہیم بن اسحاق بن لؤلؤ بن عبداللہ نوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی، ج۳ص ۴۱۹)

□......ماہِ شوال ۷۶۹ھ: میں حضرت محمد بن احمد بن محمد بن محمد وابلی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج۱ص ۸۱)

□......ماہِ شوال ۷۷۱ھ: میں حضرت ابوالمعالی محمد بن محمد بن عبداللطیف بن یحییٰ بن علی بن تمام انصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ص ۱۳۵)

□......ماہِ شوال ۷۷۲ھ: میں حضرت تاج الدین محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن مصری حنفی رحمہ

اللہ کی وفات ہوئی (الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة لابن حجر، ج۵ ص ۲۲۱)

□......ماہِ شوال ۷۷۵ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر عمری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۳ ص ۳۶۷)

□......ماہِ شوال ۷۷۶ھ: میں حضرت ابومحمد عمادالدین عتیق بن عبدالجبار بن عتیق انصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۲ ص ۱۶۳)

□......ماہِ شوال ۷۷۷ھ: میں حضرت عبدالقوی بن عبداللہ بن عبدالقوی بن رمضان فقاعی مصری شارعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۳ ص ۱۴۳)

□......ماہِ شوال ۷۸۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ا ص ۳۶)

□......ماہِ شوال ۷۸۲ھ: میں حضرت ابراہیم بن احمد بن ابوبکر بن عبدالوہاب فوی مرشدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۳ ص ۴۱۴)

□......ماہِ شوال ۷۸۵ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن یحییٰ بن علی بن تمام بن یوسف انصاری سبکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة ، ج۳ ص ۱۵۵)

□......ماہِ شوال ۷۸۷ھ: میں حضرت محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن مکی بن عبدالصمد دمیاطی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة ، ج۳ ص ۱۶۷)

□......ماہِ شوال ۷۸۹ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الحفاظ للسیوطی، ج ا ص ۵۳۹)

□......ماہِ شوال ۷۹۴ھ: میں حضرت جمال الدین محمد بن محمد بن نصر اللہ بن اسماعیل بن خلیفہ بن نصر بن طلائع انصاری دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۳ ص ۲۴۵)

□......ماہِ شوال ۷۹۵ھ: میں حضرت ابوالفضل عبدالرحیم بن احمد بن علی بن احمد ہمدانی کوفی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج۲ ص ۱۰۵)

□......ماہِ شوال ۷۹۷ھ: میں حضرت ابوبکر بن علی بن عبداللہ ابومحمد شیبانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة ، ج۳ ص ۱۵۰)

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:22) — مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے جانشین اور وارثین (حصہ اول)

اہل وعیال

آپ کی اولاد کا مفصل حال تو معلوم نہیں، مگر اس قدر یقینی ہے کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی اولاد میں سے صرف، آپ کے بیٹے ''حماد بن ابی حنیفہ'' کا پتہ چلتا ہے، جن کا نام آپ نے اپنے شیخ ''حماد بن ابی سلیمان'' کے نام پر رکھا تھا۔

چنانچہ حماد بڑے رتبہ کے فاضل تھے، اپنے باپ کے علوم کے وارث اور تقویٰ و پرہیزگاری میں ان کے مثل تھے، فقہ اور حدیث دونوں میں عبور تھا، بچپن میں بھی آپ کی تعلیم وتربیت نہایت اہتمام کے ساتھ ہوئی تھی۔

آپ کے بیٹے ''اسماعیل'' فرماتے ہیں کہ جب آپ نے بچپن میں سورہ فاتحہ سیکھی اور یاد کرلی، تو امام صاحب نے معلم کو پانچ سو درہم بطورِ ہدیہ عطا کیے۔ [1]

جب بڑے ہوئے تو خود امام صاحب سے مراتبِ علم کی تکمیل کی، مؤرخین نے ان کا شمار، امام ابوحنیفہ کے گِنے چُنے اور مشہور تلامذہ میں سے کیا ہے۔

علم وفضل کے ساتھ بے نیازی اور پرہیزگاری میں بھی باپ کے خلف الرشید تھے، تمام عمر کسی کی ملازمت نہیں کی نہ شاہی دربار سے کچھ تعلق پیدا کیا، آپ کی وفات 176 ہجری میں ہوئی۔ [2]

---

[1] عن إسماعيل بن حماد بن أبی حنيفة ان ابا حنيفة حين حذق حماد ابنه سورة الحمد وهب للمعلم خمسمائة درهم (اخبار ابی حنيفة و اصحابه للصيميری، ص ۵۸)

[2] وابنه الفقيه حماد بن أبی حنيفة، كان ذا علم، ودين، وصلاح، وورع تام......توفی حماد: سنة ست وسبعين ومائة، كهلا، له رواية عن: أبيه، وغيره، حدث عنه: ولده؛ الإمام إسماعيل بن حماد، قاضی البصرة (سير اعلام النبلاء للذهبی، ج٦، ص ۴۰۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

آپ کے چار بیٹے اسماعیل، ابوحیان، عثمان اور عمر تھے۔ [1]

امام صاحب کے پوتوں میں ''اسماعیل'' بڑے درجہ کے امام، قاضی اور فقیہ تھے، آپ کا شمار بزرگانِ دین اور علماء وفقہاء میں ہوتا ہے۔

آپ نے فقہ وحدیث کا علم اپنے والد ''حماد بن ابی حنیفہ، حسن بن زیاد، مالک بن مغول اور ابنِ ابی ذئب'' جیسے مایہ ناز اساتذہ سے حاصل کیا۔

ایک مقام پر اسماعیل بن حماد اپنا شجرۂ نسب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں، ہم لوگ فارسی النسل ہیں، اور ہم کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے، میرے دادا ابوحنیفہ 80ھ میں پیدا ہوئے، اور میرے پردادا بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں خیر و برکت کی دعاء فرمائی، اور ہمیں اس بات کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ دعاء قبول فرمائی''۔ [2]

آپ مسلمان خلیفہ مامون الرشیدہ کے زمانہ میں بصرہ کے قاضی بھی مقرر کیے گئے، جس کو آپ نے دیانت داری اور انصاف سے انجام دیا، سارا شہر آپ کو، آپ کی دیانت داری اور عدل وانصاف کی وجہ سے دعائیں دیتا تھا، چنانچہ جب آپ بصرہ سے رخصت ہونے لگے، تو سارا شہر آپ کو رخصت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ومن أصحاب أبي حنيفة أيضا ابنه حماد: وكان الغالب عليه الدين والورع والزهد مع علم بالفقه وكتابة للحديث (اخبار ابی حنیفة و اصحابه، ص ۱۵۸)

فولد أبو حنيفة حماد بن أبي حنيفة، وكان يكنى أبا إسماعيل وهلك بالكوفة (المعارف، لابی محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الكاتب الدينوری، ص ۱۱۴)

[1] فمن ولد حماد أبو حيان وإسماعيل وعثمان وعمر وولي إسماعيل بن حماد قضاء البصرة للمأمون (المعارف، لابی محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الكاتب الدينوری، ص ۱۱۴)

[2] أنا إسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان ابن المرزبان من أبناء فارس الأحرار والله ما وقع علينا رق قط ولد جدي في سنة ثمانين وذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهو صغير ودعا له بالبركة فيه وفي ذريته ونحن نرجو من الله ان يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه فينا (أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ص ۱۶)

www.idaraghufran.org

کرنے نکلا۔

آپ کی وفات 212ہجری میں ہوئی۔

کتبِ سیر وسوانح میں آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب ''الجامع'' کا ذکر ملتا ہے، جس کو آپ نے اپنے دادا ''امام ابوحنیفہ'' کی فقہ پر تصنیف کیا۔ [1]

آپ کے شیوخ اور تلامذہ کا ذکر

امام صاحبؒ کی سگی ونسبی اولادو حفاد (یعنی آپ کے بیٹے اور پوتوں) کا ذکر تو ماقبل میں ہو چکا۔

مگر آپ کی معنوی اولاد جیسا کہ آپ کے ہم عصر اصحاب، تلامذہ وشاگردانِ علم، تو آج تک تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، جن کی تعداد شمار کرنا ایک مشکل مرحلہ ہے، اور خدا کے فضل سے علم وفضل کا یہ چشمہ نسل درنسل آپ کی میراث میں چلا آتا ہے۔

یوں تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار تک ہے، جب کہ معاصرین میں سے کسی فقیہ یا محدث کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں، جبکہ بعض کتب میں تقریباً آٹھ سو (800) شاگردوں کے نام اور ان کے حالات ذکر کیے گئے ہیں کہ جنہوں نے متعدد ملکوں اور شہروں سے آکر، امام صاحب سے فیض پایا۔

کتبِ سیر وسوانح میں امام صاحب کے تلامذہ کے نام اور حالات، ملکوں اور شہروں کی نسبت سے لکھے ہیں، جن میں فقہاء، محدثین، قضاۃ، اپنے وقت کے امام اور دیگر علمی شخصیات سب ہی شامل ہیں، اور اس طرح آپ سے علم وفضل کا سلسلہ آپ کی وفات سے لے کر اب تک جاری وساری ہے، اور تا قیامت چلتا رہے گا، آپ کے ان تلامذہ واصحاب کا مختصر ذکر ہم ان شاءاللہ آئندہ صفحات میں کریں گے۔

(جاری ہے..........)

---

[1] إسماعيل بن حماد (...... 212هـ) هو إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة (الإمام) الكوفي القاضي .فقيه حنفي، ولي قضاء الجانب الشرقي من بغداد وقضاء البصرة والرقة .تفقه على أبيه حماد والحسن بن زياد، وسمع الحديث من أبيه ومالک بن مغول وابن أبي ذئب .وروى عنه عمر بن إبراهيم النسفي وسهل بن عثمان العسكري وعبد المؤمن بن علي الرازي وغيرهم، من تصانيفه: " الجامع "في الفقه على مذهب جده (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١١، ص ٣٧٣، تحت الترجمة: اسماعيل بن حماد)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط15) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کے ساتھ برتاؤ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تاریخ میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ اُن کو ہمیشہ بڑے اہم اُمور سے سابقہ رہتا تھا، تاہم نہایت چھوٹے چھوٹے کام بھی وہ خود انجام دیتے تھے، اور اس کے لئے ان کو وقت اور فرصت کی تنگی نہیں ہوتی تھی، ان میں ایسے کام بھی ہوتے تھے، جن کا اختیار کرنا بظاہر خلافت کی شان کے خلاف محسوس ہوتا تھا، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم خلیفہ کو ان میں سے کسی کام سے عار نہ تھا۔ ذیل میں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

ضرورت مند عورت کی دادرسی

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ، فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ، فَقَالَتْ :يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا، وَاللَّهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا، وَلاَ لَهُمْ زَرْعٌ وَلاَ ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءَ الغِفَارِيِّ، وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ، ثُمَّ قَالَ :مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا، وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ، ثُمَّ قَالَ :اقْتَادِيهِ، فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ :يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ، أَكْثَرْتَ لَهَا؟ قَالَ عُمَرُ :ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا

فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۱۶۰، باب غزوة الحديبية)

ترجمہ: میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا، وہاں ایک جوان عورت ان کو ملی اور کہنے لگی کہ اے امیرُ المومنین! میرا شوہر مر چکا ہے، اور چھوٹے بچوں کو چھوڑ گیا ہے، اللہ کی قسم! میرے پاس اتنا بھی نہیں ہے کہ میں بچوں کے لئے کھانا پکا سکوں، نہ کوئی کھیتی اور دودھ والا جانور ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں قحط کی وجہ سے وہ مَر نہ جائیں، اور میں خفاف بن ایماء غفاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں نبی صلی اللہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، عمر رضی اللہ عنہ وہاں ٹھہر گئے، پھر فرمایا کہ قریبی نسب والے کے لئے مرحبا! اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ کی طرف گئے، جو گھر میں بندھا ہوا تھا، اور اس پر دو بھری ہوئی اناج کی بوریاں رکھیں، اور ان کے درمیان کپڑے اور روپے رکھ کر اونٹ کی رسی عورت کے ہاتھ میں دے دی، اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ! مجھے امید ہے کہ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر تم کو عطا کردے گا، ایک شخص نے عرض کیا کہ اے امیرُ المؤمنین! آپ نے اس عورت کو بہت زیادہ دے دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیری ماں تجھے گُم کردے (یہ اہلِ عرب کا محاورہ ہے، حقیقت مراد نہیں ہے) اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس عورت کے باپ اور اس کے بھائی کو دیکھا ہے کہ انہوں نے کافروں کے ایک قلعہ کو اس وقت تک گھیرے رکھا جب تک وہ فتح نہ ہوا، پھر صبح مالِ غنیمت سے ان دونوں کا حصہ ہم نے وصول کیا (بخاری)

مذکورہ واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا اور بالخصوص ضرورت مند محتاج خواتین کے لئے انتہائی خیرخواہ ہونا معلوم ہوا۔

نابینا، اپاہج بُڑھیا کی خدمت

حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ خَرَجَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ اللَّيْلِ

فَـرَأَهُ طَـلْـحَةُ، فَـذَهَـبَ عُـمَـرُ فَدَخَلَ بَيْتًا ثُمَّ دَخَلَ بَيْتًا آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ طَلْـحَةُ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ الْبَيْتِ فَإِذَا بِعَجُوزٍ عَمْيَاءَ مُقْعَدَةٍ، فَقَالَ لَهَا :مَا بَـالُ هَذَا الرَّجُلِ يَأْتِيكِ؟ قَالَتْ :إِنَّـهُ يَتَـعَاهَدُنِي مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، يَأْتِينِي بِـمَـا يُصْلِحُنِي، وَيُخْرِجُ عَنِّي الْأَذَى، فَقَالَ طَلْحَةُ :ثَـكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا طَلْحَةُ أَعَثَرَاتِ عُمَرَ تَتَبَّعُ؟ (حلية الاولياء، ج ا، ص ۴۷)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک رات تاریکی میں نکلے، تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، پھر دوسرے گھر میں داخل ہوئے، پھر جب صبح ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ اسی گھر میں گئے، تو وہاں ایک نابینا اپاہج بڑھیا بیٹھی تھی، حضرت طلحہ نے اس عورت سے پوچھا کہ رات کو جو آدمی (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) آپ کے گھر آئے تھے، اس کا کیا ماجرا ہے؟ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ وہ تو فلاں فلاں وقت سے میرے گھر آتا ہے، میرے گھر کے کام کاج کرتا ہے، اور گندگی صاف کرتا ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے کہا کہ اے طلحہ! تو اپنی ماں سے گُم ہو جائے، کیا تو عمر کے نقشِ قدم پر چل سکتا ہے؟ (حلیہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر جہاں ایک طرف اسلامی سلطنت کی وُسعت اور پھیلاؤ پر تھی، تو دوسری طرف آپ اپنی رعایا میں سے ایک ایک فرد کے لئے بھی فکر مند تھے، چنانچہ بوڑھی اپاہج عورت کے گھر کے کام کاج کر دینا، اور اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں وہ کمال تھا، جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، اس سب کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی ذات کے ان کمالات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صُحبت اور اسلام کی عظمت کی طرف منسوب کرتے تھے۔

مسلمان نومولود بچوں کے لئے بیتُ المال سے وظیفہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قـدمـت رفـقـة فـنـزلـوا الـمـصلى فقال عمر لعبد الرحمن بن عوف :هل

www.idaraghufran.org

لک أن تحرسهم الليلة من السرق؟ فباتا يحرسانهم ويصليان ما كتب الله لهما فسمع عمر بكاء صبي فتوجه نحوه وقال لأمه :اتقي الله وأحسني إلى صبيك، ثم عاد إلى مكانه، فسمع بكاه فعاد إلى أمه فقال لها مثل ذلك ثم عاد إلى مكانه، فلما كان في آخر الليل سمع بكاء ه فأتى أمه فقال :ويحك إني لأراك أم سوء ، ما لي لا أرى ابنك لا يقر منذ الليلة؟ فقالت :يا عبد الله قد أبرمتني منذ الليلة أني أريغه عن الفطام، فيأبى قال :ولم؟ فقال :لأن عمر لا يفرض إلا للفطم قال :وكم له؟ قالت كذا وكذا شهراً، قال :ويحك لا تعجليه، فصلى الفجر وما يستبين الناس قراء ته من غلبة بكائه فلما سلم، قال :يا بؤس لعمر كم قتل من أولاد المسلمين؟ ثم أمر منادياً فنادى :لا تعجلوا صبيانكم عن الفطام فإنا نفرض لكل مولود في الإسلام، وكتب ذلك في الآفاق :إنا نفرض لكل مولود في الإسلام (فوائد ابن نصر، ج ١، ص ٤٩، رقم الرواية ١٧، الاموال لابن زنجويه، رقم الحديث ٨٥٢، في الفرض للذرية من الفيء وإجراء الأرزاق عليهم، الاموال للقاسم بن سلام، رقم الحديث ٥٨٣)

ترجمہ: ایک مرتبہ ایک قافلہ مدینہ منورہ میں آیا، اور شہر کے باہر اُترا، عمر رضی اللہ عنہ اس کی خبرگیری اور حفاظت کے لئے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ خود تشریف لے گئے، پہرہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی، ادھر متوجہ ہوئے، دیکھا تو ایک شیرخوار بچہ ماں کی گود میں رورہا ہے، ماں کو تاکید کی کہ بچہ کو بہلائے، تھوڑی دیر کے بعد پھر ادھر سے گزر ہوا، تو بچے کو روتا پایا، غصہ میں آکر فرمایا کہ تو بڑی بےرحم ماں ہے۔

اس عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تم کو اصل حقیقت معلوم نہیں، خواہ مخواہ مجھ کو پریشان کرتے ہو، بات یہ ہے کہ میں اس بچے کو دودھ چھڑانا چاہتی

ہوں، اور یہ بچہ دودھ نہیں چھوڑ رہا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا کہ تو دودھ کیوں چھڑانا چاہتی ہے؟ عورت نے جواب دیا کہ عمر نے یہ حکم دیا ہے کہ بچے جب تک ماں کا دودھ نہ چھوڑیں، بیتُ المال سے ان کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے، عمر رضی اللہ عنہ نے عورت سے پوچھا کہ اس کی کتنی عمر ہے؟ عورت نے بتایا کہ اتنے مہینے، پھر جب فجر کی نماز میں عمر رضی اللہ عنہ کی رونے کی وجہ سے آواز سمجھ نہیں آ رہی تھی، نماز کا سلام پھیرنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہائے عمر! تو نے کتنے بچوں کو تکلیف دی ہوگی؟ اسی دن سے عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ اپنے بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، اس لئے کہ ہم نے ہر مسلمان بچے کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے، اور یہ اعلان عمر رضی اللہ عنہ نے لکھوا کر ہر طرف بھجوا دیا (فوائد ابن نصر، الاموال ابن زنجویہ وابن قاسم)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ قوانین محض علامتی اور ضابطہ بندی کی بنیاد پر قائم نہیں تھے، بلکہ ان قوانین اور ضوابط کی اصل بنیاد مسلمانوں کو راحت پہنچانا اور ان کے حقوق پورے کرنا تھی۔

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

پیارے بچو! مولانامحمدریحان

خودرائی کاانجام (دوسری وآخری قسط)

پیارے بچو!بازندہ اسی سوچ وبچار میں آگے بڑھتا چلا جارہا تھا کہ ایک تیز رفتار چست وچالاک شاہین اس کی طرف جھپٹا۔اچانک یہ آفت جوپیش آئی بازندہ کے ہوش اڑ گئے۔سر سے پاؤں تک سناٹا چھا گیا۔دل سینے میں دھڑکنے لگا۔اپنی عقل اور فہم کوکوسا اوراپنے نامعقول ارادے پرسخت پشیمان ہوکر دل میں کہنے لگا کہ اگر اب کی باراس بلا سے نجات ملی تو پھر کبھی سفر کا نام نہ لوں گا اور اپنے دوست کے ساتھ کو ہمیشہ غنیمت سمجھوں گا۔

ابھی اس نے یہ ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک ایک تیز پرواز عقاب دوسری جانب سے بازندہ کی طرف لپکا اور چاہا کہ شاہین سے پہلے ہی اس کو جادبوچے۔اگرچہ شاہین اس کے جوڑ کا نہ تھا مگر غیرت اور غصے نے اس کوایسی جرأت دلائی کہ فوراعقاب کے مقابلے کو ہو گیا۔

دونوں میں چونچ پنجوں سے جھڑپ ہونے لگی۔

جب دوموذیوں میں ہوکھٹ پٹ اپنے بچنے کی فکر کر جھٹ پٹ

بازندہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں جلدی کی اورایک پتھر کے نیچے جا گھسا اور بمشکل رات گزاری۔

جب صبح ہوئی توبازندہ سوراخ سے باہر نکلا۔اگرچہ سفر کی تکان،خوف کے صدمے اور بھوک پیاس کی شدت سے قوت پرواز باقی نہ تھی مگر نہ چاہتے ہوئے پھراڑا۔چلتے چلتے ایک کبوتر نظر آیا۔جس کے سامنے تھوڑا سا دانہ بھی پڑا تھا۔بازندہ بھوک کے مارے بے تاب تھا ہی،اپنے ہم جنس کی شکل دیکھ کر اتر پڑا۔

بیچارے نے ابھی دانے پر منہ بھی نہ ڈالا تھا کہ جال میں پھنس گیا۔بہت تڑپا بہت پھڑپھڑایا۔مگر جال سے آزاد نہ ہوسکا۔

آخراس کبوتر کولعنت ملامت کرنے لگا کہ تیری وجہ سے میں جال میں پھنسا ہوں۔تو نے ہم جنس

ہوتے ہوئے بھی مجھ پردیسی کو دھوکا دیا۔تجھے چاہئے تھا کہ میرے اترنے سے پہلے ہی مجھ کو بتا دیتا۔کبوتر نے کہا کہ بھائی جو مقدر میں لکھا ہو اس کے سامنے کیا رونا۔بازندہ نے کہا کہ جو ہوا سو ہوا اب یہاں سے نکلنے کا میرا بندوبست کرو۔جب تک زندہ رہوں گا تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔کبوتر بولا ارے بے وقوف اگر اس طرح کی کوئی چال مجھے پتا ہوتی تو خود اپنی رہائی کی فکر نہ کرتا۔جب بازندہ کی آس بالکل ٹوٹ گئی تو بے اختیار پھڑکنے لگا اور ایک بارگی جی توڑ کر زور مارا۔اتفاق سے جال کمزور تھا۔فوراً ڈورے ٹوٹ گئے اور بازندہ آزاد ہو گیا۔

اب تو سیدھا گھر کا رخ کیا۔راستے میں ایک گاؤں آیا۔وہاں ایک دیوار تھی جو کھیت کے قریب تھی۔ذرا دم لینے کے لیے ٹھہرا۔

کسان کے بیٹے نے جو کھیت کی رکھوالی کر رہا تھا کبوتر کو دیکھ لیا اور چپ کے سے ایک پتھر ایسا تاک کر مارا کہ بازندہ کے بازو کو رگڑتا ہوا نکل گیا۔وہ تڑپ کر گرا اور لڑکا اپنے شکار کی طرف دوڑا۔یہاں پہنچ کر پتا لگا کہ کبوتر اس کنویں کے اندر گر گیا جو دیوار کے نیچے ہے۔تو لڑکا مایوس ہو کر لوٹ گیا۔بازندہ نے چونکہ کاری چوٹ کھائی تھی اس لیے ایک رات اسی کنویں میں پڑا رہا۔اگلے دن کچھ بہتر ہوا تو اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔نوازندہ نے جیسے ہی اس کی آہٹ سنی تو نہایت خوش ہو کر دوڑا اور بڑی خاطر مدارات سے اس کو گھر کے اندر لے آیا۔اور سفر کا حال پوچھا۔بازندہ نے سفر کی مصیبت بھری داستان سنائی اور کہا کہ میں نے سنا تھا کہ سفر سے بڑا تجربہ حاصل ہوتا ہے خیر مجھے یہی تجربہ حاصل ہوا کہ بغیر دوست اور مشورہ سے کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک،اسٹیل،آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے،سیلنگ،بلائنڈز،وال پیپر،ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

بزمِ خواتین　　مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط4)

یہود و نصاریٰ کے تحریف شدہ مذاہب میں عورت کا مقام و مرتبہ

معزز خواتین! ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہود نصاریٰ نے اپنی آسمانی سچی شریعت اور احکام الٰہیہ میں تحریف اور تبدیلی کرڈالی تھی جس کی وجہ سے ان کی شریعت میں اصل خدائی احکام اور ان کے خود ساختہ جعلی اور تحریف شدہ احکام میں امتیاز باقی نہیں رہ گیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (سورة نساء، رقم الآية ٤٦)

ترجمہ: جو لوگ یہودی بن گئے ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیرتے ہیں (سورہ نساء، آیت نمبر ٤٦)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (سورة مائدة، رقم الآية ١٣)

ترجمہ: پھر یہ ان کا اپنے عہد کو توڑ ڈالنا تھا جس کی وجہ سے ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کیا اور ان کے دل سخت کردیے اب ان کا حال یہ ہے کہ یہ الفاظ کو ان کے محل سے پھیرتے ہیں (سورہ مائدہ، آیت نمبر ١٣)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ (سورة مائدة، رقم الآية ٤١)

ترجمہ: اور جو یہودی بن گئے ہیں (وہ بھی آپ کے لیے باعث رنج نہ ہو) وہ جھوٹ

کے لیے کان لگاتے ہیں اور ایسی قوم کے لیے کان لگاتے (سن گن لیتے پھرتے ہیں) جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے ،الفاظ کو ان کے معنی متعین ہونے کے بعد پھیرتے ہیں (سورہ مائدہ آیت نمبر۴۱)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ یہودیوں اور اہل کتاب نے اپنی آسمانی کتب میں تحریف کر کے ان کے معنیٰ ومراد بدل ڈالے تھے،اور معنوی تحریف کے ساتھ ساتھ لفظی تبدیلی بھی کی تھی،یعنی اصل آیت اٹھا کر بناوٹی آیت رکھ لی تھی،جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ (سورة البقرة، رقم الآية ٧٩)

ان کے عقیدے کے مطابق دنیا کی سب سے پہلی غلطی کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہے یعنی حضرت حوا علیہا السلام کا اور انہوں نے ہی حضرت آدم علیہ السلام کو پھل دیا تھا جس سے دنیا میں معاصی اور نافرمانیوں کی ابتداء ہوئی اور اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عورت ذات کے لیے حمل کی تکلیف اور ولادت کا دردسزا کے طور پر مقرر کیا،یعنی حضرت آدم علیہ السلام اس غلطی سے بری ہیں اور حضرت حوّا اس معصیت کا اصل سبب ہیں۔

ان کے مذہب میں اگر کوئی عورت بے اولاد ہو اور بیوہ ہو جائے تو اپنے مرحوم شوہر کے کسی بھائی کے لیے مختص رہے گی اسے کسی دوسرے سے نکاح کا حق حاصل نہیں ہوگا،اسی طرح ایام ماہواری میں عورت اس حد تک ناپاک سمجھی جاتی تھی کہ اگر کوئی اس کو یا اس کے بیٹھنے کی جگہ کو چھو لے وہ بھی اگلے دن تک ناپاک تصور کیا جاتا تھا اور ماہواری کے دوران شوہر اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا،ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھا سکتا تھا،ایک بستر پر سو نہیں سکتا تھا جس کی اصل بنیاد عورت کے فطرتاً ناپاک ہونے کے عقیدے پر تھی۔

اسی طرح ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ وہ بعض جانوروں کے حمل کو صرف مردوں کے لیے مخصوص اور حلال سمجھتے تھے اور اگر حمل مردار پیدا ہو تو پھر اس میں عورتوں کو بھی شریک کر لیتے تھے قرآن مجید میں ان کے اس غلط عقیدے کا ذکر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَى أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (سورة انعام،رقم الآية ۱۳۹)

ترجمہ:اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹ میں(حمل)ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لیے مخصوص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے،لیکن اگر وہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں وہ سب شریک ہوسکتے ہیں،عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو ان (گھڑی ہوئی) باتوں کا بدلہ دیں گے،بے شک اللہ تعالیٰ حکمت والا اور علم والا ہے(سورہ انعام،آیت نمبر۱۳۹)

ان عقائد سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے یہاں بھی عورت کو کمتر سمجھا جاتا تھا۔

قدیم مصریوں کے معاشرے میں عورت کا مقام

گزشتہ عرب وعجم معاشروں میں صرف مصری معاشرہ ایسا تھا جہاں عورت کو بہت اہمیت اور قدر حاصل تھی چنانچہ وہ جائداد رکھنے کا حق رکھتی تھی میراث اور دوسرے امور خانہ داری میں خصوصی اختیارات کی حامل تھی، بلکہ وہ شرعی امور اور قوانین سے لے کر امور سلطنت تک میں دخیل تھی اور بعض مرتبہ ملکی قیادت بھی اس کے ہاتھ میں رہی ہے۔

مصری معاشرے میں عورت کی عزت افزائی کی انتہاء یہ تھی کہ انہوں نے اس کی قدر ومنزلت اور ذہانت کے اعتراف میں مختلف مجسمے بنا رکھے تھے،میراث کا حق حاصل ہونے کی وجہ سے وہ بے شمار زمینوں کی مالک ہوتی تھی جو اس کو وراثت میں ملتی تھی اگرچہ بعض قبائل میں اتنی آزادی نہیں تھی لیکن مجموعی طور پر اس کو بالکل گری پڑی چیز شمار نہیں کیا جاتا تھا۔

عورت کی یہ آزادی کسی آسمانی شریعت کی روشنی اور ہدایات پر مبنی نہیں تھی اس لیے اس آزادی سے بھی غیر فطری نتائج نکلے چنانچہ اکثر بادشاہوں نے اپنی سگی بہنوں سے شادی کرلی تھی تا کہ بادشاہت ان ہی کے خاندان میں رہے بلکہ بعض بادشاہوں نے اپنی بیٹیوں سے شادی کررکھی تھی تا کہ ان کی اولاد میں صاف، ستھرا اور ہر قسم کے شبہ سے پاک خون ہو اور ان کی آنے والی نسل پیدائشی طور پر شاہی رعب ودبدبہ اور ملوکی اقدار وروایات کی حامل ہو۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک پر کرنے کی تحقیق (قسط1)

سوال

بعض دینی کتابوں میں کھانے کے شروع میں اور کھانے کے آخر میں نمک کھانے یا چکھنے کو سنت لکھا ہے، اور اس کے بہت سے فائدے لکھے ہیں کہ اس کی وجہ سے سینکڑوں بیماریوں سے نجات ملتی ہے، کیا معتبر سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

امید ہے کہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں گے۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمک کو عربی زبان میں ''ملح'' کہا جاتا ہے، نمک ایک مشہور عام اور کثیر الاستعمال چیز ہے، نمک کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے ایک قسم کو ''معدنی نمک'' کہا جاتا ہے، جس کی پیداوار قدرتی طور پر زمین میں ہوتی ہے، اس نمک میں ''لاہوری نمک'' مشہور نمک کہلاتا ہے، یہ نمک پاکستان کے علاقہ کھیوڑہ (ضلع جہلم) اور کالاباغ (ضلع میانوالی) سے عام نکلتا ہے۔

نمک کی دوسری قسم کو ''سمندری نمک'' کہا جاتا ہے، یہ نمک سمندر کے ساحلی علاقوں میں سمندر کے پانی کو سورج کی تپش سے خشک کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

نمک کی تیسری قسم کو ''نباتاتی نمک'' کہا جاتا ہے، نباتاتی نمک مختلف نباتات مثلاً مولی، شلغم وغیرہ سے حاصل کیا جاتا ہے، جن میں جواکھار، قلمی شورہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مختلف قسم کے نمک کے اثرات وخواص ایک دوسرے سے حسبِ مزاج مختلف ہوتے ہیں، جب عام نمک بولا جاتا ہے، تو اس سے معدنی نمک ہی عام طور پر مراد ہوتا ہے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک پر کرنے کو مستحب اور بعض نے سنت قرار دیا ہے، اور اس سلسلہ میں بعض احادیث وآثار سے استدلال کیا ہے۔

www.idaraghufran.org

اس سلسلہ میں چند کتبِ فقہ وتصوف کی عبارات

پہلے نمک سے کھانے کی ابتداء وانتہاء کرنے کے سنت یا مستحب ہونے سے متعلق چند کتب فقہ وتصوف کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصةُ الفتاویٰ کا حوالہ

خلاصةُ الفتاویٰ میں ہے:

ومن السنة ان يبدء بالملح ويختم بالملح (خلاصةُ الفتاویٰ ،ج ۴،ص ۳۶۰،کتاب الکراھیة ،الفصل الخامس فی الاکل)

ترجمہ: اور کھانے کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ کھانے کی ابتداء نمک سے کرے، اورانتہاء بھی نمک سے کرے(خلاصہ)

الفتاویٰ الھندیة کا حوالہ

الفتاویٰ الھندیة میں ہے:

ومن السنة ان يبدء بالملح ويختم بالملح كذا فى الخلاصة (فتاویٰ ھندیة ،ج ۵،ص ۳۳۷،کتاب الکراھیة ،الباب الحادی عشر فی الکراھة فی الاکل ومایتصل به)

ترجمہ: اور کھانے کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ کھانے کی ابتداء نمک سے کرے، اورانتہاء بھی نمک سے کرے،خلاصہ میں اسی طرح سے ہے(ہندیہ)

رد المحتار کا حوالہ

رد المحتار میں ہے:

ومن السنة البداءة بالملح والختم به بل فيه شفاء من سبعين داء

(ردالمحتار ج٦ ص ۳۴۰ کتاب الحظر والاباحة)

ترجمہ: اور کھانے کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ کھانے کی ابتداء اور انتہاء نمک سے کی جائے، بلکہ اس میں ستر(70) بیماریوں سے شفاء پائی جاتی ہے(ردالمحتار)

کھانے کے شروع اور آخر میں نمک استعمال کرنے پر ستر(70) بیماریوں سے شفاء ہونے کا ذکر بعض احادیث وروایات میں آیا ہے، جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔

الفتاویٰ التتارخانیة کا حوالہ

الفتاویٰ التتارخانیة میں ہے:

ومن السنة أن يبدأ بالملح ويختم بالملح (الفتاویٰ التتارخانية، ج١٨ص ١٤١، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل الثانى عشر فى الكراهة فى الاكل ومايتصل به، رقم المسألة: ٢٨٢٨٧، الناشر: مكتبة زكريا، بديوبند، الهند، ١٤٣١هـ.2010ء)

ترجمہ: نمک سے کھانے کی ابتداء اور اختتام سنت ہے(الفتاویٰ التتارخانیۃ)

الفتاویٰ التتارخانیة کی مذکورہ عبارت کی تعلیق میں مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب زیدہ مجدہٗ (مفتی: جامعہ قاسمیہ، مرادآباد، ہند) لکھتے ہیں:

قول: المصنف: ومن السنة ان يبدأ بالملح ويختم بالملح لم اجد بهذا الحكم حديثا صحيحا(وبعد نقل اثر على رضى الله عنه وحديث معاذ وعلى رضى الله عنهما قال المحقق) قلت: ماروا ه من الروايات بهذا الموضوع كلها متروكة عند المحدثين، فلهذا لايستدل باحدى من تلك الروايات(تعليق الفتاویٰ التتارخانية، حواله بالا)

ترجمہ: مصنف کا یہ فرمانا کہ ''نمک سے کھانے کی ابتداء اور اختتام سنت ہے'' میں نے یہ حکم کسی صحیح حدیث میں نہیں پایا (جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث واثر اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ہے) تو اس مسئلہ کی تمام روایات محدثین کے نزدیک متروک ہیں، پس اس لیے ان روایات میں سے کسی سے مسئلہ ہٰذا پر

www.idaraghufran.org

استدلال نہیں کیا جا سکتا (تعلیق الفتاویٰ التتارخانیۃ)

نمک سے کھانے کی ابتداء وانتہاء کرنے سے متعلق احادیث وروایات کی اسناد پر تفصیلی کلام آگے آتا ہے۔

امام غزالی کا حوالہ

امام غزالی (المتوفیٰ:505ھ) احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

ویأکل بالیمنی ویبدأ بالملح ویختم به(إحیاء علوم الدین،لأبی حامد الغزالی، ج ۱، ص ۳۶۳، کتاب آداب الأکل، الباب الأول، القسم الثانی)

ترجمہ: اور دائیں ہاتھ سے کھائے، اور نمک سے ابتداء کرے، اور نمک پر اختتام کرے (احیاء العلوم)

امام غزالی رحمہ اللہ نے ''احیاء العلوم'' میں ہی آگے چل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک تفصیلی اثر ذکر کیا ہے، جس میں کھانے کی ابتداء نمک سے کرنے پر ستر (70) بلاؤں کے دور ہونے کا ذکر ہے، اور بھی بعض دوسری عجیب وغریب باتوں کا اس اثر میں ذکر ہے۔

جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے نمک سے کھانے کی ابتداء وانتہاء کے مسئلہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اثر سے استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(ملاحظہ ہو: احیاء علوم الدین ، ج ۱ ص ۳۷۵ ، کتاب آداب الاکل، الباب الرابع فی آداب الضافة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اثر کی سند پر کلام آگے آتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ ''کیمیائے سعادت'' میں فرماتے ہیں:

نمک سے شروع کرے اور نمک پر ہی ختم کرے کہ یہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہی حرص کو اس طرح توڑے کہ خواہش کے خلاف ایک لقمہ لے (کیمیائے سعادت اردو، صفحہ ۲۱۲، باب نمبر ۲: معاملات کا بیان، فصل اول: کھانا کھانے کے آداب، مترجم: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، مطبوعہ: پروگریسو بکس، لاہور، اشاعتِ اول: جون 1999ء)

اس سے معلوم ہوا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے کھانا نمک سے شروع اور نمک پر ختم کرنے کے ادب کو حدیث سے اخذ کیا ہے، اور اس کے بعد اس کی حکمت بیان کی ہے۔

التوضیح شرح الجامع الصحیح کا حوالہ

علامہ ابنِ ملقن شافعی (المتوفی:804ھ) فرماتے ہیں:

وأن يبدأ بالملح ونحوه، ذكره ابن طاهر فی "صفة التصوف "من حديث جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده أن النبی -صلى الله عليه وسلم -قال" :يا علی، ابدأ بالملح واختم به فإن فيه شفاء من سبعين داءٍ ثم قال :وسنده ضعيف (التوضيح لشرح الجامع الصحيح،لابن الملقن، ج٢٦،ص٨٣، كتاب الأطعمة)

ترجمہ: اور نمک وغیرہ سے کھانے کی ابتداء کرے، ابنِ طاہر نے ''صفۃ التصوف'' میں اس کو ذکر کیا ہے، جعفر بن محمد کی اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! (آپ کھانے میں) نمک سے ابتداء کریں اور نمک پر اختتام کریں، کیونکہ اس میں ستر (70) بیماریوں کی دوا ہے، اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے (التوضیح)

مذکورہ حدیث کی سند پر تفصیلی کلام آگے آتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا حوالہ

شیخ عبدالقادر جیلانی (المتوفیٰ: 561ھ) کی ''الغنیۃ'' میں ہے:

ويستحب أن يبدأ بالملح ويختم به (الغنية لطالبی طريق الحق عز وجل، ج ١ ص ٥٤، كتاب الآداب، فصل فی آداب الاكل والشرب)

ترجمہ: اور نمک سے ابتداء اور نمک پر اختتام کرنا مستحب ہے (الغنیۃ)

مذکورہ کتاب میں اور بھی کئی امور ایسے ہیں، جن پر محققین کو اطمینان نہیں۔

علامہ مرداوی حنبلی کا حوالہ

علی بن سلیمان مرداوی حنبلی (المتوفیٰ: 885ھ) نے ''الانصاف'' میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ

کے حوالہ سے یہی بات تحریر کی ہے۔ [1]

اس قسم کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کے اندر عام طور پر فقہ شافعی میں امام غزالی رحمہ اللہ کی اور فقہ حنبلی میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی پیروی کی گئی ہے۔

لیکن ان دونوں حضرات کی کتب میں متعدد ایسی باتیں مذکور ہیں، جو شرعاً ثابت نہیں، یا وہ موضوع احادیث سے ماخوذ ہیں۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ بعض اہلِ علم حضرات اور صوفیائے کرام سے کھانے کے شروع اور آخر میں نمک کے استعمال کا سنت اور بعض سے مستحب یا کھانے کے آداب میں سے ہونا مروی ہے۔

لیکن خود ائمہ متبوعین اور اصحابِ مذہب فقہائے مجتہدین سے یہ حکم منقول نہیں، جس کی وجہ سے اس حکم کو اصحابِ مذہب کا مذہب قرار دینا درست نہیں، اس کی مزید تفصیل آگے امدادالفتاویٰ کے حوالہ سے آتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کھانے کے شروع وآخر میں نمک پر استدلال والی احادیث وروایات کی تحقیق

کھانے کی ابتداء وانتہاء میں نمک کھانے کے سنت یا مستحب ہونے کے متعلق فقہائے کرام کا استدلال ان احادیث وروایات سے ہے، جن میں کھانے کے شروع اور آخر میں نمک استعمال کرنے کے متعلق مختلف فضائل وفوائد کا ذکر آیا ہے۔

محدثین نے ان احادیث وروایات کی اسناد اور متن پر کلام کیا ہے، اور ان کو ضعیف بلکہ بعض نے شدید ضعیف وموضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے، اور بعض روایات کی سند ہی موجود نہیں۔

اس طرح کی احادیث وروایات کی اسنادی تحقیق کی تفصیل الگ الگ ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

---

[1] وقال الشیخ عبد القادر: ویستحب أن یبدأ بالملح ویختم به(الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف، ج۸ص ۲۳۲، کتاب الصداق، باب الولیمة ،فوائد جمة فی آداب الأکل والشرب)

www.idaraghufran.org

”سید اِدامکم الملح“ والی حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سالن کا سردار ”نمک“ ہے۔ [1]

مذکورہ حدیث سے بعض حضرات نے کھانے کی ابتداء وانتہاء میں نمک کھانے کے مستحب یا ادب ہونے پر استدلال کیا ہے۔

چنانچہ امام مناوی رحمہ اللہ نے ”فیض القدیر“ میں مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

امام غزالی نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے کہ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ نمک سے کھانے کی ابتداء کی جائے، اور نمک پر اختتام کیا جائے۔

لیکن اسی کے ساتھ امام مناوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”عیسیٰ بن ابی عیسیٰ“ راوی کی وجہ سے ضعیف بھی قرار دیا ہے۔ [2]

امام غزالی رحمہ اللہ کی کتب سے ہمیں مذکورہ استدلال دستیاب نہیں ہوسکا، البتہ امدادُ الفتاویٰ میں یہ استدلال ذکر کیا گیا ہے، جس کا تذکرہ آگے آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ حدیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے، بعض حضرات نے اس حدیث کو شدید ضعیف اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام طبرانی نے مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ

---

[1] حدثنا هشام بن عمار، حدثنا مروان بن معاوية، حدثنا عيسى ابن أبي عيسى، عن رجل - أراه موسى -عن أنس بن مالك، قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-سيد إدامكم الملح (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۳۱۵، باب الملح)

[2] (سيد إدامكم الملح) لأن بـه صلاح الأطعمة وطيبها والآدمي لا يمكنه أن يقوم بالحلاوة فجعل الله له الـملح مزاجا للأشياء لينتظم حاله لكون غالب الإدام إنما يصلح به وسيد الشيء هو الذي يصلحه ويقوم عليه .وأخذ منه الغزالي: أن من آداب الأكل أن يبدأ ويختم به.

(هــ والـحكيم) الترمذي وأبو يعلى والطبراني والقضاعي والديلمي من حديث عيسى البصري عن رجل (عن أنـس) وعيسـى قال في الميزان عن أحمد: لا يسـاوي شيـئا ثم أورد له أخبارا هذا منها اه .وقال السخاوي: سنده ضعيف وأثبت بعضهم المبهم وحذفه آخرون (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۴۷۵۵)

سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے، جس میں مروان بن معاویہ نے تفرد اختیار کیا ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ عدی نے ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' میں اس حدیث کو ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط'' کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے، اور فرمایا کہ ''عمرو بن علیؒ'' نے ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط'' کو سخت ''متروک الحدیث'' اور ''منکر الحدیث'' کہا ہے، اور ''یحییٰ بن سعید'' نے ان کو ''سیٔ الحفظ'' کہا ہے، جس کے بعد علامہ ابنِ عدی نے فرمایا کہ ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ'' کی احادیث کی متن اور سند کے اعتبار سے متابعت نہیں پائی جاتی۔ [2]

علامہ احمد بن ابی بکر بن اسماعیل کنانی نے ابنِ ماجہ کی شرح ''مصباح الزجاجۃ'' میں مذکورہ حدیث کے متعلق فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط'' کی وجہ سے، جن کو ''خیاط'' اور ''خباط'' بھی کہا جاتا ہے۔ [3]

اس کے علاوہ علامہ محمد بن طاہر مقدسی نے ''ذخیرۃ الحفاظ'' میں مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے ایک راوی ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ'' متروک الحدیث ہیں۔ [4]

---

[1] حدثنا مقدام، ثنا أسد بن موسى، نا مروان بن معاوية، ثنا عيسى بن أبي عيسى البصري، عن موسى، عن أنس بن مالك قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :سيد إدامكم الملح. لا يروى هذا الحديث عن أنس إلا بهذا الإسناد تفرد به :مروان بن معاوية(المعجم الأوسط،للطبراني، رقم الحديث ٨٨٥٤)

[2] حدثنا أبو قصي الدمشقي، قال :حدثنا سليمان بن عبد الرحمن، قال :حدثنا مروان بن معاوية الفزاري، قال :حدثني عيسى بن أبي عيسى أظنه عن موسى بن أنس، عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيد إدامكم الملح......وقال عمرو بن علي عيسى الحناط متروك الحديث جدا منكر الحديث.
سمعت يحيى بن سعيد وذكره فقال :كان سيء الحفظ فذكر أنه يحدث عن الشعبي عن عبد الله قال السيف بمنزلة الرداء .ولعيسى هذا غير ما ذكرت من الحديث وأحاديثه، لا يتابع عليها متنا، ولا إسنادا(الكامل في ضعفاء الرجال،لابن عدی، ج٦، ص٤٣٦،تحت الترجمة: عيسى بن أبي عيسى الحناط الغفاري)

[3] حدثنا هشام بن عمار ثنا مروان بن معاوية ثنا عيسى بن أبي عيسى عن رجل أراه موسى عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيد إدامكم الملح . هذا إسناد ضعيف لضعف عيسى بن أبي عيسى الحناط ويقال الخياط ويقال الخباط قال المزی رواه جمعة بن اللخمي عن مروان عن عيسى بن أبي عيسى عن موسى بن أنس بن مالك بن أنس به(مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه،لأحمد بن أبي بكر بن إسماعيل الكناني، ج٤، ص٢٢، كتاب الأطعمة ،باب الملح)

[4] حديث :سيد إدامكم الملح .رواه عيسى الخياط :عن موسى بن أنس ، عن أنس .وعيسى متروك الحديث(ذخيرة الحفاظ،لمحمد بن طاهر المقدسي، ج٣، ص١٤٨٠، تحت رقم الترجمة ٣٢٦٦)

www.idaraghufran.org

امام ابنِ حبان نے ''کتاب المجروحین ''میں ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ'' کو ''سیء الفهم والحفظ، كثير الوهم ، فاحشُ الخطاء '' قرار دینے کے بعد ان کے مستحقِ ترک ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [1]

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریب التہذیب'' میں ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط'' کو ''متروک'' قرار دیا ہے۔ [2]

امام مزی نے ''تہذیب الکمال'' میں ''عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط'' کے متعلق محدثین کی تفصیلی جرح کا ذکر فرمایا ہے، جن میں بعض جرح شدید نوعیت کی بھی ہیں۔ [3]

---

[1] عيسى بن أبي عيسى الخياط من أهل الكوفة أخو موسى بن أبي عيسى واسم أبي عيسى ميسرة أصله من الكوفة انتقل إلى البصرة يروى عن الشعبي ونافع روى عنه وكيع والكوفيون وهو الذى يقال له الخياط والحناط لأنه كان خياطا فى أول أمره ثم ترك الخياطة وصار حناطا وكان سيء الفهم والحفظ كثير الوهم فاحش الخطأ استحق الترك لكثرته مات سنة إحدى وخمسين ومائة أخبرنا الهمدانى قال حدثنا عمرو بن على قال سمعت يحيى بن سعيد وذكر عيسى الحناط فلم يرضه وذكر حفظا سيئا أخبرنا محمد بن إسحاق الثقفى قال حدثنا المفضل بن غسان عن يحيى بن معين قال عيسى بن ميسرة الحناط ضعيف(المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين،لمحمد بن حبان، ج٢،ص١١٧، تحت رقم الترجمة ٦٩٩)

[2] عيسى بن أبي عيسى الحناط الغفارى أبو موسى المدنى أصله من الكوفة واسم أبيه ميسرة ويقال فيه الخياط بالمعجمة والتحتانية وبالموحدة وبالمهملة والنون كان قد عالج الصنائع الثلاث وهو متروك من السادسة مات سنة إحدى وخمسين وقيل قبل ذلك(تقريب التهذيب ،لابن حجر،ج١،ص٤٣٧)

[3] ق :عيسى بن أبي عيسى الحناط الغفارى ، أبو موسى، ويقال :أبو محمد، المدنى مولى قريش .أصله كوفى، وقيل :نزل الكوفة .وهو أخو موسى بن أبي عيسى الطحان........

قال البخارى) ضعفه على عن يحيى القطان .وقال عمرو بن على ،سمعت يحيى بن سعيد وذكر عيسى الحناط فلم يرضه، وذكر حفظا سيئا، وقال :كان منكر الحديث .وكان لا يحدث عنه.

وقال صالح بن أحمد حنبل ، عن أبيه :ليس بشيء ، ضعيف.وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه : السرى بن إسماعيل أحب إلى منه .وقال عباس الدورى وأحمد بن سعد بن أبى مريم، عن يحيى بن معين : ليس بشيء .زاد أحمد عن يحيى :ولا يكتب حديثه.

وقال أبو بكر بن أبى خيثمة، عن يحيى بن معين :كان كوفيا، وانتقل إلى المدينة كان خياطا، ثم ترك ذلك، وصار حناطا، ثم ترك ذلك وصار يبيع الخبط .وقال محمد بن سعد : كان يقول :أنا خياط وحناط وخباط كلا قد عالجت.وقال عمرو بن على ، وأبو داود ، والنسائى ، والدارقطنى متروك الحديث . وقال أبو حاتم : ليس بالقوى، مضطرب الحديث.

وقال أيضا : عيسى بن ميسرة الغفارى الذى روى عن أبى الزناد عن أنس هو عيسى الحناط، وفرق بينهما محمد بن إسماعيل البخارى وجعلهما اسمين وهما واحد .وقال أبو أحمد بن عدى . أحاديثه لا يتابع عليها متنا ولا إسنادا(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال،للمزى،ج٢٣،ص١٨، تحت رقم الترجمة ٤٦٤٨)

عرب کے مشہور عالم شیخ شعیب الارنؤوط نے سنن ابنِ ماجہ کی تعلیق میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی سند پر شدید ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ [1]

دوسرے مذکورہ حدیث سے کھانے کے شروع اور کھانے کے اختتام پر نمک کے سنت ومستحب ہونے پر بظاہر استدلال راجح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ بعض روایات میں سالن کا سردار نمک کے بجائے گوشت کو قرار دیا گیا ہے، اور گوشت کو بہترین سالن قرار دیا گیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہوگا کہ ان روایات کے پیشِ نظر نمک کے بجائے گوشت سے کھانے کی ابتداء وانتہاء کرنا سنت ومستحب ہو، جبکہ یہ استدلال فقہائے کرام سے منقول نہیں، اگر چہ ان روایات کی اسناد پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے، مگر سند پر کلام سے نمک کے سالن کا سردار ہونے والی حدیث بھی خالی نہیں، جیسا کہ گزرا۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف جدًا، عيسى بن أبى عيسى -وهو الحناظ الغفارى -متروك، والرجل الراوى عن أنس مجهول، وقول عيسى بن أبى عيسى " :أراه موسى "جاء عند ابن عدى :أظنه موسى بن أنس .وموسى هذا :هو ابن أنس بن مالك، وهو ثقة، فتبقى العلة انفراد عيسى بن أبى عيسى به، وهو متروك كلما سلف.وأخرجه أبو يعلى 3714))، والطبرانى فى "الأوسط8854) ")، وابن عدى فى ترجمة عيسى من "الكلامل887 /15 "، والقضاعى فى "مسند الشهاب 1327) ") من طريق مروان بن معاوية، بهذا الإسناد .وسقط من روايتى أبى يعلى والقضاعى الواسطة بين عيسى وبين أنس بن مالك(حاشية سنن ابن ماجه، تحت رقم الحديث ٣٣١٥، باب الملح)

[2] قال ابوحذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتى:

حديث بُريدة رفعه "سيد الإدام فى الدنيا والآخرة اللحم"

قال الحافظ :أخرجه ابن ماجه "روى من حديث بريدة ومن حديث أبى الدرداء ومن حديث ربيعة بن كعب ومن حديث على ومن حديث صهيب.

فأما حديث بريدة فأخرجه الطبرانى فى "الأوسط(7473) "عن أبى عبيدة عبد الواحد بن واصل الحداد وابن قتيبة فى "الغريب298 /1) ") وتمام (298) عن عبد الملك بن قُرَيب الأصمعى والبيهقى فى "الشعب(5510) " عن العباس بن بكار الضبى البصرى قالوا :(2)ثنا أبو هلال محمد بن سليم الراسبى عن عبد الله بن بريدة عن أبيه رفعه "سيد الإدام فى الدنيا والآخرة اللحم، وسيد الشراب فى الدنيا والآخرة الماء ، وسيد الرياحين فى الدنيا والآخرة الفاغية يعنى الحناء "قال الطبرانى :لم يَرو هذا الحديث عن عبد الله بن بريدة إلا أبو هلال، ولا رواه عن أبى هلال إلا أبو عبيدة الحداد"كذا قال، وقد توبع كما تقدم.

وقال البيهقى :تفرد به أبو هلال"وقال ابن القيم :إسناده ضعيف "فيض القدير 119 /4

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

واللہ اعلم۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت :مداره على أبى هلال الراسبى وهو مختلف فيه، وثقه أبو داود، ولينه أبو زرعة وغيره، واختلف فيه قول ابن معين.

وأما حديث أبى الدرداء فأخرجه ابن ماجه 3305)) وابن أبى الدنيا فى "إصلاح المال " 184)) وابن حبان فى "المجروحين332 /1) ") وابن الجوزى فى "الموضوعات 301 /2) " 302 -) من طرق عن يحيى بن صالح الوُحَاظِى ثنى سليمان بن عطاء الجَزَرى ثنى مسلمة بن عبد الله الجهنى عن عمه أبى مشجعة عن أبى الدرداء مرفوعاً "سيد إدام 1)) أهل الدنيا وأهل الجنة اللحم"

قال ابن الجوزى :هذا حديث لا يصح، قال ابن حبان :سليمان بن عطاء يروى عن مسلمة أشياء موضوعة فلا أدرى التخليط منه أو من مسلمة "وقال العراقى والسخاوى :إسناده ضعيف" تخريج أحاديث الإحياء للحداد - 1428 /3المقاصد ص 244.

وقال الحافظ :لم يتبين لى الحكم على هذا المتن بالوضع فإنّ مسلمة غير مجروح، وسليمان بن عطاء ضعيف "المقاصد ص - 245اللآلء 224 /2.

قلت :سليمان بن عطاء قال أبو زرعة وأبو حاتم والساجى :منكر الحديث.

ومسلمة وثقه ابن حبان، وأبو مشجعة لم أر من ذكره بجرح أو تعديل، وقال الحافظ :مقبول.

وأما حديث ربيعة بن كعب فأخرجه العقيلى 258 /3)) عن محمد بن داود بن خزيمة الرملى ثنا إبراهيم بن عمرو بن بكر السكسكى ثنا أبى عن أبى سنان الشيبانى عن عمر بن عبد العزيز عن أبى سلمة بن عبد الرحمن عن ربيعة بن كعب مرفوعاً "أفضل طعام الدنيا والآخرة اللحم" ومن طريقه أخرجه ابن الجوزى فى "الموضوعات(302 /3) "

وأخرجه أبو نعيم فى "الحلية362 /5) ") من طريق أبى عَوَانة الإسفرايينى ثنى محمد بن داود الرملى به.وأخرجه فى "الصحابة2754) ") من طريق على بن الأزهر ثنا محمد بن داود العطار ثنا إبراهيم بن عمرو بن بكر به.قال العقيلى :عمرو بن بكر السكسكى حديثه هذا غير محفوظ، ولا يعرف إلا به، ولا يثبت فى هذا المتن عن النبى -صلى الله عليه وسلم -شىء "

وقال أبو نعيم :غريب من حديث ربيعة وعمر، تفرد به محمد بن داود الرملى"

وقال ابن الجوزى :هذا حديث لا يصح، قال ابن حبان :عمرو بن بكر يروى عن الثقات الطامات لا يحل الإحتجاج به"

وقال السخاوى :عمرو بن بكر ضعيف جداً "المقاصد ص 245

قلت :وابنه إبراهيم قال الدارقطنى :متروك، وقال ابن حبان :يروى عن أبيه الأشياء الموضوعة التى لا تعرف من حديث أبيه، وأبوه أيضاً لا شىء فى الحديث.

وأما حديث على فأخرجه أبو نعيم فى "الطب النبوى "كما فى "اللآلء225 /2) ") عن عبد الله بن محمد بن عثمان ثنا عبد الله بن أحمد بن عامر الطائى ثنا أبى ثنا على بن موسى الرضا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی طرح معتبر احادیث میں ''ثرید'' کو تمام کھانوں میں افضل قرار دیا گیا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن آبائه عن علي مرفوعاً "سيد طعام الدنيا والآخرة اللحم "قال المناوى :وعبد الله الطائى هذا ضعيف جداً، قال الذهبى فى كتاب "الضعفاء والمتروكين ": عبد الله بن أحمد بن عامر عن أبيه عن أهل البيت له نسخة باطلة "الفيض 124 /4

قلت :ذكره الذهبى فى "الميزان "فقال :عبد الله بن أحمد بن عامر عن أبيه عن على الرضا عن آبائه بتلك النسخة الموضوعة الباطلة ما تنفك عن وضعه أو وضع أبيه .قال الحسن بن على الزهرى :وكان أمياً لم يكن بالمرضى.

وأما حديث صهيب فأخرجه الديلمى فى "مسند الفردوس "كما فى "المقاصد "(ص 244) من طريق هُشيم عن عبد الحميد بن صيفى بن صهيب عن أبيه عن جده مرفوعاً "سيد الطعام فى الدنيا والآخرة اللحم ثم الأرز، وسيد الشراب فى الدنيا والآخرة الماء .وهشيم مدلس وقد عنعن، وعبد الحميد وأبوه وثقهما ابن حبان(أَنِيسُ السَّارى فى تخريج وَتحقيق الأحاديث التى ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانى فى فَتح البَارى، ج۵، ص ۳۳۳۳،حرف السين، تحت رقم الترجمة ۲۲۵۷)

وقال المناوى:

(سيد الإدام فى الدنيا والآخرة اللحم) قال الطيبى :مستعار من الرئيس المقدم الذى يعمد إليه فى الحوائج ويرجع إليه فى المهمات والجامع لمعانى الأقوات ومحاسنها هو اللحم ويطلق السيد أيضا على الفاضل ومنه خبر قوموا إلى سيدكم أى أفضلكم واللحم سيد المطعومات لأن به تعظم قوة الحياة فى الشخص المتغذى به قال ابن حجر :قد دلت الأخبارعلى إيثار اللحم ما وجد إليه سبيلا وما ورد عن عمر وغيره من السلف من إيثار أكل غيره عليه فإما لقمع النفس عن تعاطى الشهوات والإدمان عليها وإما لكراهة الإسراف والإسراع فى تبذير المال لعلة الشىء عندهم إذ ذاك وقد اختلف فى الإدام والجمهور أنه ما يؤكل به الخبز مما يطيبه .هبه مركبا أم لا واشترط أبو حنيفة الاصطباغ (وسيد الشراب فى الدنيا والآخرة الماء وسيد الرياحين فى الدنيا والآخرة الفاغية) نور الحناء وهى من أطيب الرياحين معتدلة فى الحر واليبس فيها بعض قبض وإذا وضعت بين ثياب الصوف منعت السوس ومنافعها كثيرة.

(طس وأبو نعيم فى) كتاب (الطب) النبوى (هب) كلهم (عن بريدة) بن الخصيب قال الهيثمى :فيه سعيد بن عتبة القطان لم أعرفه وبقية رجاله ثقات وفى بعضهم كلام لا يضره وقال ابن القيم :إسناده ضعيف(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۴۷۴۱،حرف السين)

۱؎ عن أبى موسى الأشعرى رضى الله عنه، قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم: " فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام(بخارى، رقم الحديث ۳۴۳۳)

عن أنس، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام(بخارى، رقم الحديث ۵۴۱۹)

عن عائشة، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام(سنن النسائى، رقم الحديث ۳۹۴۸)

نیز معتبر احادیث میں ''سرکہ'' کو نہایت عمدہ سالن قرار دیا گیا ہے۔ ۱؎

لیکن اس کے باوجود ''ثرید'' یا ''سرکہ'' سے کھانے کی ابتداء وانتہاء کرنے کو سنت یا مستحب قرار نہیں دیا گیا۔

حالانکہ مذکورہ استدلال کی بنیاد پر ان چیزوں سے کھانے کی ابتداء وانتہاء بھی سنت یا مستحب ہونی چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث

ابوالقاسم حمزہ بن یوسف جرجانی (المتوفی 427ہجری) نے ''تاریخِ جرجان'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> تم کھانے کی ابتداء نمک سے کرو، کیونکہ اس میں ستّر سے زیادہ بیماریوں کی دوا ہے، اور جس نے کھانے کی ابتداء نمک سے کی، اور یہ دعا پڑھی کہ ''**بسم الله والحمد لله اللهم بارک لنا فيما رزقتنا وارزقنا ما هو أفضل منه** '' تو اللہ اس کی عذابِ قبر سے حفاظت فرمائے گا، پھر جب تک لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا، اللہ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابوالقاسم جرجانی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے، اور اس حدیث میں موجود ''علی بن یزداد'' راوی متہم بالکذب ہیں۔ ۲؎

۱؎ عن عائشة، أن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: نعم الأدم – أو الإدام – الخل(مسلم، رقم الحديث ۲۰۵۱"۱۶۴")

عن جابر، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: نعم الإدام الخل(سنن الترمذى، رقم الحديث ۱۸۳۹)

۲؎ على بن يزداد بن محمد أبو الحسن الصائغ الجوهرى الجرجانى روى عن عمران بن سوار حدثنا عنه أبو أحمد بن عدى حدثنا على بن يزداد بن محمد أبو الحسن الصائغ بجرجان حدثنا عمران بن سوار البغدادى حدثنا عثمان بن عبد الرحمن القرشى حدثنا أبو الزبير عن جابر بن عبد الله قال كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يغتسل بالصاع ويتوضأ بالمد روى على بن يزداد هذا عن محمد بن عواد ومحمد بن أبى سفيان وزكريا بن يحيى النسوى وروى عن قوم لا يعرفون وعن قوم معروفين ما لا يحتملون .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

''علی بن یزداد'' راوی پر دیگر متعدد محدثین نے بھی جرح فرمائی ہے۔

چنانچہ امام ذہبی نے فرمایا کہ ''علی بن یزداد جرجانی جوہری'' ابنِ عدی کے شیخ ہیں، جو ثقات سے وہ باتیں روایت کرتے ہیں، جن کا ثقہ حضرات سے گمان نہیں کیا جا سکتا، اور ان باتوں کا ان پر بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ [۱]

اور ابراہیم بن محمد طرابلسی شافعی (المتوفیٰ 841ہجری) نے ''علی بن یزداد جرجانی'' کو متہم بالکذب اور موضوع باتیں روایت کرنے والا قرار دیا ہے۔ [۲]

''علی بن یزداد'' کی بعض دیگر احادیث کے ثبوت پر بھی محدثین نے جرح کی ہے۔ [۳]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا أبو على الحسن بن أحمد بن المغيرة الثقفى حدثنا على بن يزداد الجرجانى حدثنا أبو يحيى زكريا بن يحيى النسوى سنة أربعين ومائتين حدثنا سفيان الثورى عن أبان عن أنس بن مالك رفعه إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ابدأوا بالملح فان فيه بضع وسبعين دواء ومن بدأ بالملح فقال بسم الله والحمد لله اللهم بارک لنا فيما رزقتنا وارزقنا ما هو أفضل منه وقاه الله من عذاب القبر ثم لا تستقر اللقمة فى بطنه حتى يغفر الله له قال الشيخ حمزة هذا حديث منكر وعلى بن يزداد متهم(تاريخ جرجان ،للجرجانى، رقم الحديث ۵۳۱)

[۱] عَلىّ بن يزْدَاد الْجرْجَانِىّ الْجَوْهَرِى شيخ لِابْنِ عدى رُوِىَ عَن الثِّقَات مَالا يحتملونه(المغنى فى الضعفاء ،للذهبى، ج۲،ص۴۵۷،حرف الْعين)

[۲] على بن يزداد الجرجانى الجوهرى شيخ لابن عدى متهم روى عن الثقات أوابد انتهى لفظ الذهبى والذى ظهر لى من هذه العبارة أنه اتهم بالوضع مع قرينة قوله روى عن الثقات أوابد الأوابد جمع آبدة والآبدة الوحشية يقال أبدت البهيمة تأبد وتأبد إن توحشت والأوابد الوحوش والتأبد التوحش وتأبد المنزل أقفر وألفته الوحوش وجاء فلان بآبدة أتى بداهية يبقى ذكرها على الأبد ويقال للشوارد من القوافى أوابد(الكشف الحثيث عمن رمى بوضع الحديث،ص ۱۹۱، تحت رقم الترجمة: ۵۳۰)

[۳] عبد الله "ابن إسحاق أبو أحمد الجرجانى كتب عنه الدارقطنى وأشار إلى ضعفه انتهى قال الدارقطنى فى غرائب مالک أنا أبو أحمد عبد الله ابن إسحاق بن يعقوب الجرجانى قدم علينا من كتابه ثنا على بن يزداد الجرجانى الصائغ ثنا زكريا بن الحارث بن يحيى السوائى ثنا ملاک عن حميد عن أنس قال جاء على ومعه ناقة الحديث وفيه ومن كثر حرصه اشتد همه قال الدارقطنى هذا باطل وكل من دون مالک ضعفاء مجهولون قلت وأخرجه الخطيب فى الرواة عن مالک من وجهين عن على بن محمد الصائغ وهو على بن يزداد المذكور فبرء عبد الله ابن إسحاق من عهدته وقد تقدم ذلک فى زكريا بن يحيى بن الحارث ونسب فى رواية الدارقطنى إلى جده والله أعلم(لسان الميزان،للعسقلانى، ج۳،ص ۲۵۹، تحت رقم الترجمة: ۱۱۱۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مندرجہ بالا تفصیل کے پیشِ نظر مذکورہ حدیث پر عقیدہ رکھنا یا اس کی تصدیق کرنا درست معلوم نہ ہوا، اور شدید ضعیف ہونے کے باعث اس سے مذکورہ فضیلت کو ثابت کرنا بھی راجح نہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث

دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے، بغیر سند کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد نمک کے تین لقمے ابنِ آدم سے بہتّر (72) قسم کی بلاؤں کو دور کردیتے ہیں، جن میں جنون اور کوڑھ پن اور برص کی بیماری بھی داخل ہے۔ [2]

لیکن دیلمی میں مذکورہ روایت کی سند مذکور نہیں، نیز کسی دوسری کتاب میں بھی یہ حدیث باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہوسکی، اس لیے اس کی تصدیق کرنا بھی مشکل ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"علی "بن مزداد الجرجانی عن رجل عن مالک بخبر باطل وهاه الدارقطنی انتهی وقد تقدمت فی ترجمة علی بن محمد الجرجانی الصائغ أنه هو وإنما المصنف كرره وهما ثم أعاده بترجمة ثالثة فقال علی بن یزداد وجعل أول اسم أبيه ياء وقال هو شيخ ابن عدی متهم وروى عن الثقات أوابد قلت وقال حمزة السهمی فی تاريخ جرجان علی بن محمد بن یزیداد أبو الحسن الصائغ الجوهری الجرجانی روى عن عمران بن سوار البغدادی حدثنا عنه أبو أحمد بن عدی وروى عن محمد بن أبی سفيان وزكريا بن يحيى النسائی وقوم لا يعرفون وعن قوم معروفين مالا يحتملون ثم ساق له حديثا موضوعا فی الملح وقال هذا حديث منكر وعلی بن مزداد متهم ووقع فی الحديث الذی أخرجه الخطيب فی ترجمة زكريا بن يحيى بن الحارث من وجه آخر عن علی بن محمد الصائغ الجرجانی ضعيف جدا كذا فی سباق السنة(لسان الميزان، للعسقلانی، ج۴، ص۲۶۲، تحت رقم الترجمة: ۷۲۱)

[1] قال العلماء: يجوز العمل بالحديث الضعيف بشروط، منها:
أ – أن لا يكون شديد الضعف، فإذا كان شديد الضعف ككون الراوی كذابا، أو فاحش الغلط، فلا يجوز العمل به .ب – أن لا يتعلق بصفات الله تعالى ولا بأمر من أمور العقيدة، ولا بحكم من أحكام الشريعة من الحلال والحرام ونحوها .ج – أن يندرج تحت أصل عام من أصول الشريعة .د – أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته، بل يعتقد الاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۲ص۱۲۰، ۱۲۱، مادة "فضائل)

[2] ابن عباس ثلاث لقمات بالملح قبل الطعام وثلاث بعد الطعام يصرف بهن عن ابن آدم اثنين وسبعين نوعا من البلاء منه الجنون والجذام والبرص (الفردوس بماثور الخطاب لابی شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمی الهمذانی، المتوفیٰ ۵۰۹ هجری، رقم الحديث ۲۴۸۲)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کے آداب (قسط3)

کھانے کی نشست (Position) سے متعلق آداب

(16)......کھانا عاجزی اور تواضع کے ساتھ اطمینان اور سکون کے ساتھ صاف زمین یا صاف فرش وغیرہ پر بیٹھ کر اور صاف ستھرا دسترخوان لگا کر کھانا چاہیے، اور تکبر والے انداز سے بچنا چاہیے۔

(17)...... عام حالات میں جبکہ کوئی مجبوری وعذر نہ ہو، صرف آرام طلبی کی خاطر ٹیک لگا کر کھانا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن خلافِ اولیٰ (یعنی افضل کے خلاف) ضرور ہے، اور کسی مجبوری وعذر کی وجہ سے ٹیک لگا کر کھائے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر تکبر کی نیت سے ٹیک لگا کر کھائے تو ناجائز و گناہ ہے۔

(18)......کھڑے ہو کر اور چلتے پھرتے کھانا اچھی بات نہیں، اور عام حالات میں جبکہ کوئی عذر نہ ہو، کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ یا ممنوع ہے۔

آج کل تقریبوں میں کھڑے ہو کر اور گھومتے پھرتے ہوئے کھانے کا جو طریقہ چل نکلا ہے، یہ اچھا طریقہ نہیں۔ البتہ چھوٹی موٹی کوئی چیز جو مستقل کھانا نہ کہلاتی ہو چلتے پھرتے اور کھڑے ہو کر کھا لینے میں حرج نہیں، اسی طرح عادت بنائے بغیر اتفاقاً یا کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے چلتے ہوئے یا کھڑے ہو کر کھانے میں بھی حرج نہیں، جبکہ فیشن اور تکبر پیشِ نظر نہ ہو۔

(19)......سفر میں چلتے ہوئے مثلاً جہاز، ریل، بس، کار وغیرہ میں اور اسی طرح موٹر سائیکل، سکوٹر اور سائیکل وغیرہ پر سوار ہونے کی حالت میں کھانے پینے میں حرج نہیں، لیکن اس میں بھی حتی الامکان عام گزرنے والوں کی نظروں سے خفیہ اور گرد وغبار والی جگہ سے الگ ہو کر کھائے تو اچھا ہے۔

(20)...... بلاعذر لیٹ کر کھانا بھی اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہے، خاص طور پر الٹا لیٹ کر کھانا

زیادہ برا ہے، البتہ اگر کوئی بیماری وغیرہ کی وجہ سے لیٹ کر کھائے تو حرج نہیں، کیونکہ بیماری اور عذر کے احکام الگ ہوا کرتے ہیں۔

(21)...... چوکڑی مار کر کھانا جائز ہے، گناہ نہیں، تاہم اگر کوئی دوزانو (یعنی عورت یا مرد کے نماز میں بیٹھنے کی طرح) بیٹھ کر کھائے یا ایک گھٹنا کھڑا کر کے اور دوسرا بچھا کر کھائے، تو زیادہ اچھی بات ہے۔

(22)...... میز کرسی پر کھانا بہتر اور سنت کے مطابق نہیں، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے میز کرسی پر کھانا کھائے، فیشن اور تکبر کے طور پر نہ ہو، تو گناہ نہیں، تاہم زمین پر بیٹھ کر کھانا سنت کے مطابق ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہے۔

اور اگر تکبر کی نیت نہ ہو، تو میز کرسی پر کھانے کو گناہ سمجھنا یا اس پر نکیر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ اب میز کرسی پر کھانے کا رواج عام ہونے کی وجہ سے اس میں غیر مسلموں اور فاسقوں کے ساتھ تشبہ کا پہلو نہیں پایا جاتا۔

(23)...... جوتے پہن کر کھانا سنت کے موافق نہیں، اگرچہ فی نفسہٖ جوتے پہن کر کھانا گناہ بھی نہیں، مگر یہ بنیادی طور پر متکبرین اور بددینوں کا طریقہ ہے، اس لئے بلا عذر جوتے پہن کر کھانا کھانے اور خاص کر اس کی عادت بنالینے سے پرہیز کرنا چاہئے، لیکن اگر اتفاق یا مجبوری سے جوتے پہن کر کھانا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں، مثلاً سفر وغیرہ کی جلدی کی خاطر یا سفر کی حالت میں جہاز اور ریل، بس وغیرہ کی سیٹ پر بیٹھ کر جوتے پہنے ہوئی حالت میں کھانا پڑ جائے، اسی طرح گھر میں کسی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر کھانا پڑ جائے، تو حرج نہیں، اس صورت میں بھی اگر جوتوں سے پیر باہر نکال لئے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

(24)...... کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر اور اجتماعی طور پر ایک وقت میں کھانے کی کوشش کیجئے، کیونکہ اس میں زیادہ فضیلت اور خیر و برکت ہے، تنہا اور سب سے الگ تھلگ ہو کر کھانے سے حتّی الامکان پرہیز کیجئے۔

جن گھرانوں میں ہر ایک فرد الگ الگ کھانا کھاتا ہے اور وہاں اجتماعی کھانے کا اہتمام نہیں ہوتا، وہاں برکت اور بہت سی خیر کی چیزوں سے محرومی رہتی ہے، اور کھانا بھی ضائع ہونے کا امکان زیادہ

ہوتا ہے۔

(25)...... دنیا داروں اور مالداروں کے مقابلہ میں دینداروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو ترجیح دیجئے، اس سے خیر و برکت ہوتی ہے۔

(26)...... کھانے پینے کے وقت مرد حضرات کا ننگے سر ہونا گناہ نہیں، لیکن عام حالات میں بطور فیشن ننگے سر رہنا اچھی بات نہیں۔ (جاری ہے......)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 24 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے لیے انتخاب (حصہ دوم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کرایا کہ ''میں تمہارا رب ہوں'' اور اس کے بعد اس جگہ کی شناخت کرائی کہ جس جگہ آپ اس وقت کھڑے ہیں، یہ کوئی عام جگہ نہیں، بلکہ ''آپ وادی مقدس طویٰ میں ہیں'' اس سے حضرت موسیٰ کی حیثیت واضح ہوگئی کہ آپ کا اس جگہ حاضر ہونا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا ایک عام آدمی کی حیثیت سے نہیں، بلکہ حضرت موسیٰ پر یہ عنایات اس وجہ سے ہورہی ہیں کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور آپ کو نبوت دینے کا فیصلہ کرلیا، چونکہ نبی وہ ہوتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اترتی ہے، اس لیے حضرت موسیٰ کو اپنے رب کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ اب آپ پر وحی کی جارہی ہے، اسے غور سے سنیں۔ [1]

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَاَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۳)

یعنی ''اور میں نے تم کو چن لیا ہے، پس جو وحی کی جارہی ہے اس کو سنو''

''استماع'' کے معنی غور وتوجہ اور اہتمام سے سننے کے آتے ہیں، چنانچہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے جب تم کو اپنے کام یعنی فریضہ نبوت ورسالت کی ادائیگی کیلئے چن لیا ہے، تو اب تم اس کلام کو غور اور توجہ سے سنو، جس کی تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے۔

---

[1] وأنا اخترتک للنبوۃ والرسالۃ واصطفیتک قرأ حمزۃ وانا مشددۃ النون واخترنک علی التعظیم فاستمع لما یوحی إلیک اللام متعلق بکل من الفعلین علی سبیل التنازع (التفسیر المظھری، ج٦ ص ١٣٠، سورۃ طٰہٰ)

www.idaraghufran.org

حضرت موسیٰ کو وحی کے ذریعہ پہلی بنیادی تعلیم

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ جو بنیادی تعلیم دی گئی، یہ بنیادی تعلیم تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو دی گئی، اور اس بنیادی تعلیم میں تین اہم باتوں کی تلقین کی گئی۔

جن میں سے سب سے پہلی بات عقیدہ توحید ہے، کیونکہ یہی عقیدہ دین وایمان کی بنیاد ہے، جہاں تک اللہ کو ماننے کا تعلق ہے، تو دنیا کی تقریباً تمام اقوام اللہ تعالیٰ کو مانتی ہے، البتہ شرک کی گمراہی ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں دنیا کی اقوام میں رائج رہی ہے، اسی لیے ہر پیغمبر کو سب سے پہلے اسی کی تعلیم وتلقین فرمائی گئی، اور ہر پیغمبر نے سب سے پہلے اپنی قوم کو اسی کی دعوت دی، اور اپنی قوم کو شرک سے روکا۔

دوسری بات جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم وتلقین کی گئی، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی ہے، کیونکہ عبادت وبندگی اور اس کی ہر قسم اور ہر شکل اللہ ہی کا حق اور اسی کے ساتھ خاص ہے، اور معبودِ برحق وہی ہے۔

جس طرح بندگی کے مفہوم میں عبادت داخل ہے، اسی طرح اطاعت بھی اس میں شامل ہے، اس لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہوسکتی، اسی طرح کسی اور کی غیر مشروط اطاعت بھی نہیں ہوسکتی، نہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کیا جاسکتا ہے نہ اس کی اطاعت میں کسی کو شریک بنایا جاسکتا ہے، عبادت اور اطاعت دونوں مل کر وفاداری اور غلامی کے جس مفہوم کو مکمل کرتی ہیں، وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایانِ شان ہے۔ [1]

تیسری بات جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم وتلقین کی گئی، وہ نماز قائم کرنے کی ہے، کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد کا سب سے عالی شان مظاہرہ ہے۔

چنانچہ نماز ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی سب سے بڑی محافظ ہے اور تمام انبیائے کرام کو توحید کی تعلیم کے بعد سب سے پہلے اسی کی ہدایت ہوئی اور اسی کے ذریعے سے بندہ اپنے عہدِ بندگی کو بار بار اس

---

[1] وقوله: فاعبدني أي وحدني، وقم بعبادتي من غير شريك وأقم الصلاة لذكري قيل: معناه صل لتذكرني، وقيل: معناه وأقم الصلاة عند ذكرك لي(تفسير ابنِ كثير، ج۵ ص ۲۴۵، سورة طٰهٰ)

طرح یاد کرتا ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد اس سے الگ نہیں ہوتی اور وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

اسی لیے خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کے لیے فرمان جاری کیا کہ:

إِنَّ أَهَـمَّ أُمُورِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِينَهُ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا، فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ (مؤطا امام مالک، رقم الحدیث ۹، کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے بڑھ کر اہمیت نماز کو حاصل ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر مداومت اختیار کی اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ دوسری چیزوں کو ضائع کرنے میں اور زیادہ جری ہوگا۔

قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۴)

یعنی "بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو"

مطلب یہ ہے کہ نماز کی اصلی غرض ہی یہی ہے کہ انسان اللہ سے غافل نہ ہو، دنیا کی دھوکہ دینے والی چیزیں اس کو اس حقیقت سے بے فکر نہ کر دیں کہ میں کسی کا بندہ ہوں، آزاد و مختار نہیں ہوں، اسی فکر کو تازہ رکھنے اور اللہ سے انسان کا تعلق جوڑے رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے، جو روزانہ کئی بار انسان کو دنیا کے ہنگاموں سے ہٹا کر اللہ کی طرف لے جاتی ہے۔ (جاری ہے............)

حیاتِ لطیفُ الاُمّت

لطیفُ الامت حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ کے نقوشِ حیات

کیا ہی چین خوابِ عدم میں تھا، نہ تھا زلفِ یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شورِ ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

مرتب: مفتی محمد امجد حسین (ادارہ غفران، راولپنڈی)

ناشر: کتب خانہ ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

طب وصحت مفتی محمد رضوان

سنا(Senna)(قسط1)

''سنا'' کواردوزبان میں''سنامکی''اورعربی زبان میں''السنا''نیز''السنا مکی'' کہاجاتا ہے،اورانگریزی زبان میں اس کوSenna کہاجاتا ہے۔

''سنا'' دراصل ایک پودے کے پتے ہوتے ہیں، جومہندی کے پتوں کی طرح کے ہوتے ہیں،''سنا'' کے پتوں کارنگ سبززردی مائل ہوتاہے،اس کا ذائقہ چرچرا ہوتا ہے،عرب میں مکہ، حجاز، ہندوستان میں پونا، اور پاکستان میں سندھ کے علاقوں میں اس کی پیدائش وافزائش بتائی جاتی ہے۔

حجاز اور مکہ کی''سنا'' چونکہ زیادہ مشہوراورمفید سمجھی جاتی ہے، اس لیے''سنا'' کومکہ کی طرف منسوب کرکے''سنامکی'' کہاجاتا ہے۔

''سنا'' کا مزاج بہت سے قدیم اطباء نے گرم اورخشک بتلایا ہے،لیکن بعض متاخرین اطباء نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے دلائل سے اس کے مزاج کوگرم اورترقراردیاہے،جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

کئی احادیث میں''سنا'' کوموت کےعلاوہ ہربیماری کی شفاءقراردیا گیاہے۔

پہلے اس طرح کی چنداحادیث،ان کی اسنادی حیثیت کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں،جس کے بعدان شاءاللہ تعالیٰ''سنا'' کےمتعلق اہلِ علم اور ماہرین واطباء کی آراءکا ذکرکیاجائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :ثَلَاثٌ فِيهِنَّ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا

السَّـامَ السَّنَا وَالسَّنُّوتُ قَالَ مُحَمَّدٌ :وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ "قَالُوا :يَا رَسُولَ اللـهِ، هَـذَا السَّـنَـا قَـدْ عَـرَفْنَـاهُ، فَمَـا السَّنُّوتُ؟ قَـالَ :لَـوْ شَـاءَ اللـهَ لَعَرَّفَكُمُوهُ(السنن الكبرى،للنسائی، رقم الحديث ۷۵۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں میں ہر بیماری کی شفاء ہے، سوائے موت کے، ایک تو ''سنا'' میں اور دوسرے ''سنوت'' میں، محمد راوی کہتے ہیں کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس ''سنا'' کو تو ہم پہچانتے ہیں، ''سنوت'' کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا، تو اس کی پہچان بھی تم کو کرادے گا (سننِ کبریٰ نسائی)

اس روایت کی سند معتبر اور صحیح ہے۔ [1]

---

[1] سننِ کبریٰ نسائی کی حدیث کی سند درج ذیل ہے:

أخبـرنـا عـمرو بن منصور، قال: حـدثـنـا إبراهيم بن موسى، قال: أخبـرنـا حاتم، عن محمد بن عمارة، عن عبد الله بن عبد الله بن أبى طلحة، عن أنس بن مالك.

اور اس سند کے راویوں کا حال بالترتیب درج ذیل ہے:

(۱)...... عمرو بن منصور النسائى أبو سعيد ثقة ثبت من الحادية عشرة(تقريب التهذيب، ج ۱ ،ص۴۲۷)

(۲)...... إبـراهـيـم بـن موسى بن يزيد التميمى أبو إسحاق الفراء الرازى يلقب بالصغير ثقة حافظ من العاشرة مات بعد العشرين ومائتين(تقريب التهذيب، ج ۱ ،ص۶۷، تحت رقم الترجمة ۲۵۹)

(۳)...... حـاتم بن إسماعيل الكوفى ثم المدنى *(ع)الـمحدث، الحافظ، أبو إسماعيل الكوفى، ثم المدنى، مولى بنى عبد المدان.

حدث عن :هشـام بـن عـروة، ويـزيـد بـن أبـى عبيـد، وجعفر الصادق، وخثيم بن عراك، والجعيد بن عبد الرحمن، ومعاوية بن أبى مزرد، وعمران القصير.

وعنه :القعنبى، وقتيبة، وإسحاق، وهناد، وأبو بكر بن أبى شيبة، وأبو كريب، وعدد كثير.

قال أحمد بن حنبل :هو أحب إلى من الدراوردى.

وثـقه :جماعة.قـال ابن حبان :تـوفـى فـى جـمـادى الأولـى، فـى تاسعه، سنة سبع وثمانين ومائة(سير أعلام النبلاء، ج۸، ص۵۱۸، تحت رقم الترجمة ۱۳۸)

(۴)...... محمد بن عمارة بن عمرو بن حزم الأنصارى الحزمى المدنى.

روى عن :عبـد الله بن عبد الله بن أبى طلحة (س) ، وأبـى طـوالة عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر بن حزم الأنصارى، ومحمد ابن إبراهيم بن الحارث التيمى (د ت كن ق) ، وابن عمه أبى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم (مد ق) ، وزينب بنت نبيط امرأة أنس بن مالك.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورحضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی مروی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

قال رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم :إن فى السنا والسنوت شفاء من كل داء(الطب النبوى،لابى نعيم الأصبهانى، رقم الحديث ١٧٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''سنا'' میں اور ''سنوت'' میں ہر بیماری کی شفاء ہے(الطب النبوی)

اس روایت کی سند بھی معتبر ہے۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روى عنه :حاتم بن إسماعيل (س) ، وصفوان بن عيسى، وأبو عاصم الضحاك بن مخلد، وعاصم بن عبد العزيز الأشجعى، وعبد الله بن إدريس (مد ق) ، ومالك بن أنس (د ت كن ق).

قال إسحاق بن منصور، عن يحيى بن معين :ثقة.

وقال أبو حاتم :صالح، ليس بذاك القوى.

وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات "

روى له الأربعة(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال،ج٢٦،ص١٦٨، تحت رقم الترجمة ٥٤٩٤)

(۵)...... م س :عبد الله بن عبد الله بن أبى طلحة الأنصارى ، أبويحيى المدنى، أخو :إسحاق، وإسماعيل، وعمرو، ويعقوب بنى عبد الله بن أبى طلحة.

روى عن :عمه أنس بن مالك (م س) ، وأبيه عبد الله بن أبى طلحة.

روى عنه :سعيد بن عبد الرحمن الجمحى، وعبد الله بن جعفر المدنى، ومحمد بن عمارة بن عمرو بن حزم (س) ، ومحمد بن موسى الفطرى (م س) ، ومصعب بن ثابت بن عبد الله بن الزبير، ومعاوية بن أبى مزرد.

قال إبراهيم بن الجنيد ، عن يحيى بن معين :إسحاق بن عبد الله بن أبى طلحة، وأخواه :إسماعيل وعبد الله ثقات .وقال أبو زرعة، والنسائى :ثقة.وقال أبو حاتم : صالح.وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات(تهذيب الكمال فى أسماء الرجال،ج١٥،ص١٧٨، تحت رقم الترجمة ٣٣٦٤)

؎ مندرجہ بالا روایت کی سند درج ذیل ہے:

أخبرنا أحمد بن محمد فى كتابه، حَدَّثَنا أبو عروبة، حَدَّثَنا أبو كريب، حَدَّثَنا حاتم بن إسماعيل، عَن محمد بن عمارة، عَن عَبد الله بن عبد الله بن أبى طلحة، عَن أنس بن مالك.

اس روایت کے حاتم بن اسماعیل تک کے راویوں کا حال اوپر گزر چکا ہے،اور باقی ماندہ تین راویوں کا حال بالترتیب درج ذیل ہے:

(١)...... ابن النحاس أحمد بن محمد بن عيسى المصرى *

الإمام، الحافظ، الرحال، أبو العباس أحمد بن محمد بن عيسى بن الجراح المصرى، نزيل نيسابور.

سمع فى سنة خمس وثلاث مائة، وحدث عن :على بن أحمد علان، وأبى القاسم البغوى، وأبى عروبة الحرانى، وأبى نعيم عبد الملك بن عدى، وعبد الرحمن بن أبى حاتم، وأبى حامد بن الشرقى، وخلق كثير. لكن عدم سماعه من البغوى وجماعة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

’’سنا‘‘ تو مشہور بات ہے۔

جہاں تک ’’سنوت‘‘ کا تعلق ہے، تو اس کے معنیٰ بعض حضرات نے شہد، بعض نے زیرہ، بعض نے سونف اور بعض نے دوسرے معنیٰ بیان کیے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدث عنه :أبو عبد الله الحاكم، وأبو عبد الرحمن السلمي، وأبو حازم العبدوى، وأبو نعيم الأصبهانى، وأبو عثمان سعيد بن محمد البحيرى، وجماعة.

قال الحاكم :هو حافظ يتحرى فى مذاكرته الصدق، وحدث من حفظه بأحاديث ...إلى أن قال :توفى فى آخر سنة ست وسبعين وثلاث مائة.

قلت :وفيها توفى :أبو إسحاق المستملى -راوى (الصحيح)- ، والمعمر الحسن بن جعفر السمسار، وأبو الحسين عبيد الله بن أحمد بن البواب المقرء، والقاضى على بن الحسن الجراحي، والمعمر على بن عبد الرحمن البكائى، والقاضى عمر بن محمد بن سبنک البجلى، وأبو عمرو بن حمدان الحيرى(سير أعلام النبلاء، ج١٦، ص٣٦٨، تحت رقم الترجمة ٢٦٤)

(٢)...... أبو عروبة الحسين بن محمد بن مودود السلمي *

الإمام، الحافظ، المعمر، الصادق، أبو عروبة الحسين بن محمد بن أبى معشر مودود السلمى، الجزرى، الحرانى، صاحب التصانيف.

ولد :بعد العشرين ومائتين.

وأول سماعه :فى سنة ست وثلاثين ومائتين.

سمع :مخلد بن مالک السلمسينى، ومحمد بن الحارث الرافقى، ومحمد بن وهب بن أبى كريمة، وإسماعيل بن موسى الفزارى، وعبد الجبار بن العلاء ، والمسيب بن واضح، وأحمد بن بكار بن أبى ميمونة، ومحمد بن سعيد بن حماد الأنصارى، وأبا يوسف محمد بن أحمد الصيدلانى، ومحمد بن زنبور المكى، وأيوب بن محمد الوزان، وعمرو بن عثمان الحمصى، وكثير بن عبيد، وأبا نعيم عبيد بن هشام الحلبى، ومعلل بن نفيل النهدى -صاحب زهير بن معاوية -ومحمد بن بشار، وعبد الوهاب بن الضحاک، ومحمد بن مصفى الحمصى، وخلقا سواهم بالجزيرة، والشام، والحجاز، والعراق.

حدث عنه :أبو حاتم بن حبان، وأبو أحمد بن عدى، وأبو الحسين محمد بن المظفر، والقاضى أبو بكر الأبهرى، وعمر بن على القطان، وأبو أحمد الحاكم، وأبو مسلم عبد الرحمن بن محمد بن مهران، وأحمد بن محمد بن الجراح المصرى -ابن النحاس -وأبو بكر بن المقرء، وأبو الحسن على بن الحسن بن علان الحرانى، وأبو على سعيد بن عثمان بن السكن، وأبو بكر أحمد بن محمد بن السنى، وأبو الشيخ بن حيان، وأبو الحسن محمد بن الحسين الآبرى، ومحمد بن جعفر البغدادى -غندر الوراق -وأبو الفتح محمد بن الحسين بن بريدة الأزدى، وخلق سواهم.

وله :كتاب (الطبقات) ، وكتاب (تاريخ الجزيرة) سمعناه.قال ابن عدى :كان عارفا بالرجال وبالحديث، وكان مع ذلک مفتى أهل حران، شفانى حين سألته عن قوم من المحدثين.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث

حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :-بِمَاذَا كُنْتِ تَسْتَمْشِينَ؟ "قُلْتُ :بِالشُّبْرُمِ، قَالَ " :حَارٌّ جَارٌّ "، ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ " :لَوْ كَانَ شَيْءٌ يَشْفِي مِنَ الْمَوْتِ، كَانَ السَّنَا، وَالسَّنَا شِفَاءٌ مِنَ الْمَوْتِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٤٦١، مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ٢٣٩٠١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم کس چیز کو مسہل کے طور پر استعمال کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''شبرم'' کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو سخت گرم ہوتا ہے۔ پھر میں نے ''سنا'' کو بطور اسہال کے استعمال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت کا علاج ہوتی تو سنا ہوتی اور سنا تو موت کا بھی علاج ہے (ابنِ ماجہ)

''شبرم'' ایک خاص قسم کا پودا یا جڑی بوٹی ہے، جس کو اسہال کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

''سنا'' میں موت کا علاج ہونا بطور مبالغہ کے فرمایا، مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات ظاہری اسباب میں انسان، موت کے قریب پہنچ جاتا ہے، ''سنا'' اس طرح کی مہلک بیماریوں میں بھی شفا کا ذریعہ ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال أبو أحمد الحاكم فى (الكنى) : أبو عروبة الحسين بن محمد بن مودود بن حماد السلمى، سمع :عبد الرحمن بن عمرو البجلى، وأبا وهب بن مسرح، وكان من أثبت من أدركناه، وأحسنهم حفظا، يرجع إلى حسن المعرفة بالحديث، والفقه، والكلام.

وقد ذكره أبو القاسم ابن عساكر فى ترجمة معاوية، فقال:

كان أبو عروبة غاليا فى التشيع، شديد الميل على بنى أمية.

قلت :كل من أحب الشيخين فليس بغال، بل من تعرض لهما بشىء من تنقص فإنه رافضى غال، فإن سب، فهو من شرار الرافضة، فإن كفر فقد باء بالكفر، واستحق الخزى، وأبو عروبة فمن أين يجيئه الغلو وهو صاحب حديث وحرانى؟ بلى لعله ينال من المروانية، فيعذر (سير أعلام النبلاء، ج١٤، ص١١٥، تحت رقم الترجمة ٢٨٥)

(٣)...... محمد بن العلاء بن كريب الهمدانى أبو كريب الكوفى مشهور بكنيته ثقة حافظ من العاشرة مات سنة سبع وأربعين وهو بن سبع وثمانين سنة (تقريب التهذيب، ج٢، ص١٢١)

مذکورہ حدیث کی سند کوبعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔

لیکن''سنا'' سے متعلق دوسری احادیث کے ساتھ مل کر مذکورہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا لِي أَرَاكِ مُرْتَثَّةً؟ فَقُلْتُ :شَرِبْتُ دَوَاءً أَسْتَحْشِي بِهِ، قَالَ :وَمَا هُوَ؟ ، قُلْتُ :الشُّبْرُمُ، قَالَ: وَمَا لَكِ وَالشُّبْرُمِ؟ ، قَالَ :فَإِنَّهُ حَارٌّ نَارٌ ،عَلَيْكِ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ فَإِنَّ فِيهِمَا دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، إِلَّا السَّامَ(المعجم الكبير،للطبرانی،رقم الحديث ۹۵۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے،اور فرمایا کہ تم پراگندہ حال کیوں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک دوا استعمال کی ہے،جس کی وجہ سے میری کھال سے بو آ رہی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کون سی دوا استعمال کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ''شبرم''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے''شبرم'' کو کیوں استعمال کیا، کیونکہ وہ تو (اثر میں) گرم آگ ہے، تمہیں چاہیے کہ ''سنا'' اور''سنوت'' استعمال کرو، کیونکہ اس میں ہر بیماری کی دوا ہے، سوائے موت کے(طبرانی)

مذکورہ حدیث بھی حسن درجہ میں داخل ہے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] طبرانی کی مذکورہ بالا حدیث کی سند درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دُحَيْمٍ، ثنا أَبِي، ثنا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، ثنا زَكَرِيَّا بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ الْعَدَوِيُّ، عَنْ زُكَيْحِ بْنِ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ:(طبرانی)

اور مذکورہ حدیث کی سند کے راویوں کا حال بالترتیب درج ذیل ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابوابی بن امِ حرام رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت ابوابی بن امِ حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۱)...... إبراهيم بن دحيم عبد الرحمن بن إبراهيم بن ميمون الدمشقي.(الوفاة: 301 - 310ھ)
حدث عن: أبيه، وهشام بن عمار، وسليمان بن عبد الحميد البحراني، وأبي عمير ابن النحاس، وطائفة كبيرة.
وعنه: ابن أخيه عبد الرحمن بن عمرو بن دحيم، وعلي بن أبي العقب، وأبو عمرو بن مطر النيسابوري، والطبراني، وابن عدي، وخلق من الدمشقيين والرحالة.
وكان محدثا مقبولا (تاريخ الاسلام للذهبي، ج۷ص ۱۷۴، تحت رقم الترجمة ۵۲۴)
(۲)...... ابن أبي فديك محمد بن إسماعيل الديلي (ع)
الإمام، الثقة، المحدث، أبو إسماعيل محمد بن إسماعيل بن مسلم بن أبي فديك – واسمه دينار – الديلي مولاهم، المدني(سير اعلام النبلاء، ج۹ ص ۴۸۶، تحت رقم الترجمة ۱۸۰)
(۳)...... زكريا بن إبراهيم، عن أبيه، وعنه ابن أبي فُدَيك
قال :لم أعرفه.
قلت: هو زكريا بن إبراهيم بن عبد الله بن مطيع، الذي تقدم، فهو معروف بروايته عن أبيه، عن ابن عمر.
وأورده الذهبي في "الميزان"، وذكر رواية ابن أبي فديك عنه(الفرائد على مجمع الزوائد ترجمة الرواة الذين لم يعرفهم الحافظ الهيثمي، لابی عبدالله خليل بن محمد بن عوض الله المطيری العربی، ص ۹۶، تحت رقم الترجمة ۱۷۸)
(۴)...... ركيح بن أبي عبيدة:قال:لم أعرفه.
قلت: ذكره ابن حبان في "الثقات "وركيح هذا لقب، واسمه: عبد الله؛ قاله ابن حزم في "الجمهرة"، وابن حجر في "النزهة "(الفرائد على مجمع الزوائد ترجمة الرواة الذين لم يعرفهم الحافظ الهيثمي، لابی عبدالله خليل بن محمد بن عوض الله المطيری العربی، ص ۹۴، تحت رقم الترجمة ۱۷۴)
(۵)...... م د س ق: أبو عبيدة بن عبد الله بن زمعة بن الأسود بن المطلب بن أسد بن عبد العزى بن قصي القرشي الأسدي، ابن عم عبد الله بن وهب بن زمعة، حديثه في أهل الحجاز.
روى عن: حمزة بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وأبيه عبد الله بن زمعة (د ق) ، وأمه زينب بنت أبي سلمة (م د س ق) ربيبة النبي صلى الله عليه وسلم، وجدته أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، وأم قيس بنت محصن.روى عنه: ابنه ركيح بن أبي عبيدة بن عبد الله بن زمعة، وعبد الله بن زياد (ق) ، وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج وهو من أقرانه، ومحمد بن إسحاق بن يسار (د) ، ومحمد بن مسلم بن شهاب الزهري (م س ق) ، وموسى بن يعقوب بن عبد الله بن وهب ابن زمعة الزمعي (ق) .
قال أبو زرعة:لا أعرف أحدا سماه.
روى له مسلم، وأبو داود، والنسائي، وابن ماجه .(سير اعلام النبلاء، ج۳۴ص ۵۸، تحت رقم الترجمة ۷۴۹۵)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَقُولُ" :عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ، فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ "قِيلَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا السَّامُ؟ قَالَ" :الْمَوْتُ(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۵۷)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم ''سنا'' اور ''سنوت'' کولازم پکڑلو، کیونکہ ان دونوں میں ''سام'' کےعلاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ''سام'' کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت (ابنِ ماجہ)

مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ''سنا'' اور''سنوت'' میں موت کےعلاوہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

مگر مذکورہ روایت کی سند کو اہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن حضرت ابوابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث بعض دوسری اسناد سے بھی مروی ہے، جن میں شدید ضعف نہیں پایا جاتا۔

چنانچہ بعض دیگر محدثین نے حضرت ابوابی بن اِم حرام کی اس حدیث کو دوسری اسناد سے بھی روایت

---

[1] کیونکہ اس کی سند میں عمرو بن بکر سکسکی موجود ہیں، جن کو بعض محدثین نے متروک قرار دیا ہے، اور ابنِ حبان نے ان کو متہم بالکذب قرار دیا ہے۔

ابنِ ماجہ کی مذکورہ روایت کی سند اور اس پر کلام درجِ ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ سَرْجٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ بَكْرٍ السَّكْسَكِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا أُبَيِّ ابْنَ أُمِّ حَرَامٍ، وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -الْقِبْلَتَيْنِ .(ابنِ ماجه)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف جدًا، عمرو بن بكر السَّكسكي متروك.

وأخرجه الطبراني في "مسند الشاميين 14) ")، والحاكم 201 /4، والمزي في "تهذيب الكمال "في ترجمة عمرو 552 - 551 /21من طريق عمرو بن بكر السكسكي، بهذا الإسناد .وذهل الحاكم فصحح إسناده، فتعقبه الذهبي بقوله :عمرو اتهمه ابن حبان، وقال ابن عدى :له مناكير .

قلنا :وتابع عَمرًا عند المزي شدادُ بن عبد الرحمن الأنصاري، وقد ذكره ابن حبان في "ثقاته 441 /6 " وقال :مستقيم الحديث.

وفي الباب حديث أنس بن مالك عند النسائي في "الكبرى(7533) ")، وفي سنده محمَّد بن عمارة وثقه ابن معين، وقال أبو حاتم :صالح ليس بذاك القوي، وقد تفرد بهذا الحديث عن أنس.

وآخر من حديث أسماء بنت عميس، سيأتي عند المصنف برقم 3461))، وفي سنده جهالة(حاشية ابنِ ماجه)

کیا ہے، جن میں شدید ضعف نہیں پایا جاتا، اور وہ حسن درجہ میں داخل ہیں۔

مختلف احادیث کی اسناد کا خلاصہ

خلاصہ یہ کہ ''سنا'' اور ''سنوت'' میں ہر بیماری کے لیے شفاء ہونے کی احادیث مختلف سندوں سے مروی ہیں، جس کی بعض اسناد میں اگرچہ شدید ضعف یا ضعف پایا جاتا ہے، لیکن مختلف اسناد مل کر ''سنا'' اور ''سنوت'' میں ہر بیماری کی شفاء ہونے کی احادیث حسن اور معتبر درجہ میں داخل ہو جاتی ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ''سنا'' میں ہر بیماری کی شفاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مختلف امراض میں مختلف طریقوں سے مفرد یا مرکب استعمال ہر بیماری سے شفاء کا ذریعہ ہے۔

ہر مرض اور مریض کے لیے اس کے استعمال کا یکساں طریقہ متعین سمجھنا درست نہیں۔

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب و روز

□...... یکم/8/15/22/29/محرم، بروز جمعہ، متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ و مسائل کی نشستیں حسبِ سابق ہوئیں۔

□...... 3/10/17/24/محرم، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار مجالس منعقد ہوتی رہیں (بعد ظہر شعبہ قرآن میں بزم بھی ہوتی رہی)

□...... 26/ ذی الحجہ/4/11/18 محرم، بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زیدمجدہٗ کے طبی لیکچرز ہوئے۔

□...... 28/ذی الحجہ، بروز بدھ، جناب سفیر الاسلام صاحب (پروفیسر: فضائیہ کالج، راولپنڈی) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے علمی مجالست ہوئی۔

□...... 2/محرم، جمعہ، شعبہ حفظ کے لیے ایک نئے معلم جناب قاری رفعت حیات صاحب کی تقرری عمل میں آئی۔

□...... 9/محرم، ہفتہ، مولانا طارق محمود صاحب، اپنے عزیز کی فوتیدگی پر گاؤں تشریف لے گئے۔

□...... 12/محرم، منگل، حضرت مدیر صاحب، مولانا عبدالسلام کی معیت میں باباجی عبدالشکور (کتب خانہ رشیدیہ) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

□...... 12/محرم، منگل، حضرت مدیر صاحب، مولانا عبدالسلام کی معیت میں جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی تشریف لے گئے، جہاں استاذ القراء قاری محمد یعقوب صاحب، مفتی عبدالرحمٰن صاحب اور شیخ الجامعہ ڈاکٹر قاری عتیق الرحمان صاحب سے ملاقات اور تفصیلی نشست ہوئی، رات کا کھانا بھی شیخ الجامعہ کے ہمراہ کھایا۔

□...... 13/محرم، بعد ظہر، دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب اور رفقائے دارالافتاء کی فقہی مجلس ہوئی، علمی و تحقیقی رسائل کی چوتھی، پانچویں جلد کی تکمیل و اشاعت پر مشاورت ہوئی۔

□...... 14/محرم، بروز جمعرات، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب اور دیگر چند احبابِ ادارہ جناب خورشید خان صاحب (محلّہ امر پورہ، راولپنڈی) کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... 16/محرم، ہفتہ، مولانا محمد مبین صاحب (مسجد سلطان، فیض ویلی، ویسٹرتج) ایک صاحبِ علم کے ہمراہ شام کو تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، اور شرعی معاملہ میں مشاورت ہوئی۔

□...... 17/محرم، اتوار، مولانا سعید اعوان صاحب (خطیب: بحریہ ٹاؤن) اور قاری فضل الحکیم صاحب (امام:

بحریہ ٹاؤن) ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی۔

□...... 21/محرم، بروز جمعرات، بندہ امجد مع والدہ مانسہرہ گیا، ماموں زاد کی شادی کی تقریب میں شریک ہوا۔

□...... 23/محرم، ہفتہ، مولانا سید متین احمد صاحب (نائب مدیر،فکرونظر، اسلام آباد) دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت ہوئی۔

□...... 23/محرم، ہفتہ، مفتی محمد یونس صاحب دو یوم کی رخصت پر فیصل آباد تشریف لے گئے۔

□...... 26/محرم، بروز منگل، راولپنڈی تبلیغی مرکز زکریا مسجد، سے مولانا عبدالرحمٰن صاحب زیدفضلہٗ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب کے ساتھ نشست ہوئی۔

□...... 27/محرم، بدھ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب اور احبابِ ادارہ جناب حاجی شوکت مدنی صاحب کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے، ان کے ہاں اہلِ ادارہ کی یہ دعوت گزشتہ تقریباً بارہ سال سے ہر سال ان دنوں میں ہوتی ہے، جس میں راولپنڈی کے بعض دیگر علمائے کرام ومشائخِ عظام بھی مدعو ہوتے ہیں۔

□...... ماہ محرم 1439ھ (مطابق اکتوبر 2017ء) کو تعمیرِ پاکستان سکول میں اول ششماہی تعلیمی دورانیہ بحمداللہ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچا۔

□...... 12/محرم، بمطابق 03/اکتوبر، بروز منگل تعمیرِ پاکستان سکول میں سے ششماہی امتحانات (1st Term Exams) کا آغاز ہوا، اور 23/محرم (14/اکتوبر) بروز ہفتہ کو امتحانات مکمل ہوئے، 26/محرم (17/اکتوبر) بروز منگل کو نتائج کا اعلان کیا گیا، اور 18/اکتوبر سے آخری ششماہی کے لئے تعلیمی سلسلہ کا آغاز ہوگیا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 91 ''اخبارِ عالم﴾

✍ 16/اکتوبر: پاکستان: پی یو (PU) اور یو ای ٹی (UET) کو عالمی یونیورسٹیز میں شامل کرانے کا عزم، آئندہ دو سالوں کے اندر اندر کم از کم ایک یونیورسٹی کو اس قابل بنایا جائے گا، وزارتِ اعلیٰ تعلیمات متحرک ✍ 17/اکتوبر: پاکستان: پاکستان دو سال کے لیے اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کا رُکن منتخب ✍ 18/اکتوبر: پاکستان: منی بجٹ، سبزیاں، پھل، گندم، دہی، موبائل فون، گاڑیاں، ٹوتھ پیسٹ مہنگے، زندہ مرغی، خشک دودھ، چاکلیٹ، مکھن، پنیر، پنکھوں، میک اپ سامان پر 5 سے 80 فیصد تک ریگولیٹری ڈیوٹی عائد۔ ✍ 19/اکتوبر: پاکستان: سینٹ قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف، کسی بھی آئینی ترمیم کے لیے رائے شماری پر پارٹی سربراہ کو حاصل اختیارات محدود کرنے کی ترمیم کی منظوری دے دی گئی ✍ 20/اکتوبر: پاکستان کے راستے کارگو سیل کے لیے ایف بی آر نے نئے رولز جاری کردیئے۔

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/ستمبر/2017ء/ 29/ ذی الحجہ/ 1438ھ: پاکستان: پولیس آرڈر ترمیمی بل 2017، پولیس کے خلاف شکایات سننے کا اختیار عوامی نمائندوں کو مل گیا، پولیس کمپلینٹ کمیشن ریجن سطح پر بنائیں جائیں گے، متعلقہ ریجن سے منتخب ایم پی اے سربراہ ہوگا، افسران اجلاس میں شرکت کے پابند ہوں گے، شہری پولیس کی غفلت، اختیارات سے تجاوز اور بدعنوانی کے حوالے سے درخواست دے سکے گا، انکوائری ایک ماہ میں مکمل کرنا ہوگی، شکایات کو پولیس کمپلینٹ کمیشن کا نام دیا گیا ✍ بجلی کی قیمت میں 3 روپے 90 پیسے فی یونٹ تک اضافہ، ماہانہ 100 یونٹ بجلی استعمال کرنے والوں کے ٹیرف میں 60 پیسے اضافہ، 5 سالہ ٹیرف کی منظوری ✍ 22/ستمبر: پاکستان: 5 سال میں 3 ہزار کرپٹ افسران، سیاستدانوں کے خلاف کاروائی، پلی بارگین کے ذریعہ 36 ارب کی وصولی، قومی اسمبلی میں تفصیلات پیش، نیب ✍ 23/ستمبر: ترکی: ترکی کا 50 ہزار شامی مہاجرین کو شہریت دینے کا فیصلہ ✍ 24/ستمبر: پاکستان: پاک بحریہ کا فضا سے سمندر مار کرنے والے میزائل کا کامیاب تجربہ ✍ 25/ستمبر: جرمنی: جرمن انتخابات، حکمران جماعت نے پھر میدان مار لیا، انجیلا مرکل چوتھی مرتبہ جرمنی کی چانسلر منتخب ہوگئیں ✍ 26/ستمبر: امریکا: امریکا نے مزید تین ملکوں پر سفری پابندی عائد کردی، شمالی کوریا، وینز ویلا اور ایران نئی فہرست میں شامل، وائٹ ہاؤس ✍ 27/ستمبر: لندن: اقوامِ متحدہ کی نمائندہ تنظیم، ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھارت اور برما کو عالمی دہشت گرد قرار دے دیا، اقوامِ متحدہ سے عالمی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا مطالبہ، کنٹرول لائن پر گولا باری سے معصوم کشمیریوں کی شہادتیں، جعلی مقابلوں میں عوام کا قتلِ عام، جیلوں میں قید حریت رہنماؤں کو مفلوج بنانا بھارتی دہشت گردی کے کھلے ثبوت ہیں، روہنگیا مسلمانوں کے قتلِ عام میں برمی حکومت برابر کی شریک ہے، عالمی تنظیم ✍ 28/ستمبر: پاکستان: نکیال سیکٹر پر بھارتی فائرنگ، شہری شہید، 4 زخمی، جوابی کاروائی میں دشمن کا بھاری جانی و مالی نقصان ✍ 29/ستمبر: چائنہ: بیجنگ انٹرنیشنل پولیس آرگنائیزیشن انٹرپول نے فلسطین کو علیحدہ ریاست تسلیم کرلیا، رکنیت دینے کا اعلان، اسرائیل کی مخالفت کے باوجود انٹرپول کے جنرل اسمبلی اجلاس میں فلسطین کی رکنیت کی درخواست کو دو تہائی اکثریت سے منظور کرلیا گیا، رکن ممالک کی تعداد 192 ہوگئی ✍ 30/ستمبر: پاکستان: پاکستان کی عالمی اقتصادی رینکنگ میں 7 درجے بہتری ریکارڈ، 137 ممالک میں 115 ویں نمبر پر آ گیا ✍ یکم/اکتوبر: پاکستان: پیٹرول اور ڈیزل 2، مٹی کا تیل 4 روپے مہنگا، اضافے کے بعد پٹرول کی نئی قیمت 73 روپے 50 پیسے ہوگی ✍ 2/اکتوبر: پاکستان:

www.idaraghufran.org

تعطیلاتِ اخبار ☜ 3/اکتوبر: پاکستان: نااہلی کی مدت 5 سال، پارٹی صدر رہ سکے گا، نیا قانون منظور،قومی اسمبلی نے کثرتِ رائے سے انتخابی اصلاحات بل کی منظوری دے دی،صدر نے دستخط کردیئے ☜ امریکہ: امریکی شہر لاس ویگاس میں میوزک کنسرٹ کے دوران فائرنگ، 58افراد ہلاک، 500زخمی ☜ 4/اکتوبر: پاکستان: نواز شریف ن لیگ کے پھر صدر منتخب ☜ 5/اکتوبر: میانمار: روہنگیا مسلم نسل کشی، بدترین بے حسی پر آکسفورڈ یونیورسٹی نے آنگ سان سوچی کو دیا گیا فریڈم آف آکسفورڈ ایوارڈ واپس لے لیا، روہنگیا نسل کشی کے بعد سوچی ایوارڈ رکھنے کی حق نہیں رہیں، یونیورسٹی پہلے ہی مرکزی دروازے پر آویزاں سوچی کی تصویر ہٹا چکی ہے ☜ 6/اکتوبر: پاکستان: وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے قائم مقام صدر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو اتفاقِ رائے سے آئندہ پانچ سال کے لیے مستقل صدر منتخب کرلیا، جبکہ نومنتخب صدر نے مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کو نائب صدر نامزد کردیا ☜ ایل او سی پر بھارتی فوج کی جانب سے لگا تار لائن آف کنٹرول کی خلاف ورزی کے بعد پاک فضائیہ کے جہازوں کی لائن آف کنٹرول کے مختلف علاقوں کا فضائی دورہ، عوام میں خوشی کی لہر ☜ 7/اکتوبر: پاکستان: حجاج کو سہولیات کی فراہمی، پی آئی اے پشاور بازی لے گئی، تعریفی سرٹیفکیٹ بھی جاری ☜ 8/اکتوبر: پاکستان: امریکا کی جانب سے سی پیک پر اعتراضات، چین نے تمام الزامات مسترد کردیے، راہداری منصوبہ کسی تیسرے فریق کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس کا علاقائی تنازعات سے تعلق ہے، منصوبے کو اقوامِ متحدہ کی بھی حمایت حاصل ہے، سو مما لک سی پیک کا حصہ ہیں، چینی وزارتِ خارجہ کا ردعمل ☜ پاکستان اپنی ترقی کے فیصلے کرنے میں آزاد ہے۔ وزیرِ اعظم ☜ 9/اکتوبر: پاکستان: جسٹس (ر) جاوید اقبال نیب کے چیئرمین تعینات، نوٹیفکیشن جاری ☜ 10/اکتوبر: چین: سزائے موت پر عملدرآمد کرنے والے مما لک میں چین بدستور سرفہرست ☜ 11/اکتوبر: پاکستان: الیکشن اصلاحات ترمیمی بل 17 سینیٹ میں بھی متفقہ منظور، حلف نامہ اصول صورت میں بحال ☜ 12/اکتوبر: پاکستان: اسلام آباد، رواں مالی سال 2017-18 پہلی سہ ماہی میں ٹیکس وصولیوں میں اضافہ، خسارہ میں کمی، وزارتِ خزانہ ☜ 13/اکتوبر: پاکستان: پاک فوج کا کامیاب آپریشن، 5 غیر ملکی بازیاب، 2012 میں افغانستان سے اغواء کیا گیا تھا، بازیاب خاندان لندن پہنچا دیا گیا، پاک فوج کا شکریہ ☜ 14/اکتوبر: پاکستان: اٹک میں تیل و گیس کا بڑا ذخیرہ دریافت، تیل 2520 بیرل، گیس 21 ملین کیوبک فٹ یومیہ ملے گی ☜ 15/اکتوبر: پاکستان: ایل او سی پر بھارتی جارحیت، 8 سالہ بچہ شہید، 3 بہن بھائیوں سمیت 5 زخمی، پاک فوج کا منہ توڑ جواب، بھاری نقصان کی اطلاعات۔

﴿بقیہ صفحہ 89 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

ان بیماریوں کا بہترین علاج

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTOLINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

محمد بابر جاوید

0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائنیز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

پاکستان میں پہلی بار%100 تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002